يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة إلا بإمارة دارمی

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

بانی: محدث العصر شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ
بانی دوم: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 4 | الجمعۃ المبارک 21 تا 27 نومبر 2014 | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

ہدایت یافتہ لوگوں کی صفات

حقیقتاً قرب الٰہی کے متلاشی لوگ ہی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کے شب و روز اطاعت الٰہی اور سنت نبوی کے مطابق بسر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ عہد سے مراد أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ہے جو ہر انسان نے عالم برزخ میں اپنے اللہ سے کیا تھا اور نہ ہی وہ لوگوں کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو توڑتے ہیں۔ یہاں لوگوں کے عہد سے خرید و فروخت اور نکاح کا معاملہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ وہ ان تمام رشتہ داروں اور دیگر عزیز و اقارب کا احترام کرتے ہیں جن کے ساتھ انسانی زندگی کی اصلاح و فلاح کا انحصار ہوتا ہے۔ وہ معاملات زندگی میں ہرگز اللہ رب العزت کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ حتی المقدور بچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ معاملات خواہ عبادات سے ہوں یا معاشرتی زندگی سے۔ انھیں ہر لمحہ آخرت کی باز پرس کی فکر لگی رہتی ہے خوشی ہو یا غمی وہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اور یقیناً جس انسان میں یہ صفت موجزن ہو جائے وہ انسان کبھی بھی آخرت میں ناکام نہیں ہو سکتا کیونکہ جس انسان کے دل میں اللہ کا ڈر ہو اور یہ عقیدہ ہو کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے وہ کبھی گناہ پر آمادہ نہیں ہوگا۔ آج معاشرے میں بد اعمالیوں کا سبب یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں خوف الٰہی نہیں رہا، اگر کچھ تھا بھی تو وہ نام نہاد جعلی پیروں نے یہ کہہ کر نکال دیا کہ بس تم ہماری بیعت کر لو ہم تمھاری سفارش کر دیں گے، ہدایت یافتہ لوگ دوزخی نہیں ہوتے بلکہ وہ ہمیشہ عبادت اسی کی کرتے ہیں جو ان کا خالق و مالک اور پالنہار ہے یعنی وہ توحید پرست ہوتے ہیں قبروں کے مجاور نہیں اور نہ ہی وہ درگاہوں پر میلے اور دودھ کی سبیلیں لگاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ صلہ رحمی اختیار کرتے ہیں بلکہ قطع رحمی سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کے تمام افراد کو مذکورہ بالا صفات سے متصف فرمائے۔ آمین

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ، قَالُوا: بَلَى قَالَ: ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى. سیدنا ابودرداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمھارے اعمال میں سب سے بہتر تمھارے مولی کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمھارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا اور تمھارے لیے (اللہ کی راہ میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو، وہ تمھاری گردنیں ماریں تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا (ضرور بتلایئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (ترمذی ابواب الدعوات باب خیر الاعمال جزء 9 ص 76 رقم الحدیث: 3378)

ذکر الٰہی کے بڑے فوائد ہیں اور اس میں مشغول ہونے والے کا دل ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی غیبی مدد فرماتے ہوئے ایسی روحانی قوت عطا کرتے ہیں جو اسے برائی سے دور اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ترغیب دیتے ہوئے اس کا مقرب بنا دیتی ہے کیونکہ ذکر الٰہی سے غافل دل کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مردہ شخص جیسا قرار دیا ہے جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ شخص جیسی ہے" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل ج 22 ص 151 رقم الحدیث: 6407)

امام مسلمؒ اس روایت کو اس طرح لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللهُ فِيهِ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ "اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کی جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔" (مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ ج 3 جزء 6 ص 56 رقم الحدیث: 779)

مذکورہ روایات میں رسول اللہ ﷺ نے ترک ذکر کو موت کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس طرح موت کے بعد انسان کوئی عمل نہیں کرسکتا اسی طرح یادِ الٰہی سے غافل رہنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کر پاتا جو اس کے لیے فائدے مند اور اللہ کی رضا کا باعث بنے، گویا کہ ایسی زندگی گزارنے والا شخص مردہ ہے کہ جو اپنی زندگی سے کوئی فائدہ نہیں حاصل کرسکتا

(بقیہ ص: 5)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور
مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-8081913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	4
تفسیر سورۃ آل عمران	6
ماہ صفر کی بدعات	9
نماز کی اہمیت	14

زر تعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

تمام دینی جماعتوں کو متناسب نمائندگی کا مطالبہ کرنا چاہیے

دنیا میں مختلف اوقات میں مختلف طرز ہائے حکومت کے تجربے کے بعد آج دنیا کی غالب اکثریت طرز حکومت کے طور پر جمہوریت کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اس جمہوریت کی مختلف شکلیں ہیں۔ صدارتی طرز حکومت، وزارتی یا پارلیمانی طرز حکومت، کنٹرولڈ ڈیموکریسی اور کہیں فوج کے پیوندگی ہوئی جمہوریت اور پھر ہر ملک نے اپنے اندر رائج جمہوریت میں ووٹر کی شرائط بھی مختلف رکھی ہیں اور نمائندگان کی بھی۔ اسی طرح یہ جمہوریت کہیں ایک ایوانی اور کہیں دو ایوانی مقننہ کی شکل میں رائج ہے۔ یعنی جمہوریت وہ طرز حکومت ہے جس میں اتنی لچک ہے کہ ہر ملک کے باشندے اس کو اپنے انداز میں اپنا سکتے ہیں۔ پاکستان میں چاہیے تو یہ تھا کہ یہاں خالص اسلامی نظام حکمرانی رائج کیا جاتا کیونکہ یہ ملک بنا ہی اس نعرے بلکہ اسی مقصد کے حصول کے لیے تھا لیکن بدقسمتی سے جو بھی مسند اقتدار پر متمکن ہوا اس نے اسلام کو اپنی من مانیوں اور عیش و عشرت کے راستے میں رکاوٹ خیال کیا چنانچہ پاکستان میں 1954ء، 1956ء، 1962ء، 1973ء کے جتنے بھی دساتیر بنے ان میں قرارداد مقاصد تو تمام دساتیر کا کہیں دیباچہ اور کہیں حصہ رہی لیکن عملاً اس قرارداد مقاصد کے ساتھ ہر دور میں منافقت کا رویہ اپنایا گیا۔

ابتداء میں پاکستان کا دستوری نام مملکت خداداد پاکستان اور پھر اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ قرارداد مقاصد کے مطابق حاکمیت اعلیٰ یعنی اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ عوام کے نمائندے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے اس حق کو استعمال کریں گے یعنی قرارداد مقاصد کے مطابق جب اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور عوام کے منتخب نمائندے اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تو واضح طور پر فرما دیا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی اللہ رب العزت کے نزدیک طرز زندگی و طرز حکمرانی صرف اسلام ہے۔ جسے خود نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین نے عملاً نافذ کر کے آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنا دیا۔

بدقسمتی سے قرارداد مقاصد صرف تبرک کا الفاظ تک ہی محدود رہی اور جو بھی مسند حکومت پر بیٹھا اس نے

اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھنے کی بجائے اپنے گھر کی لونڈی سمجھا۔ عوام کی فلاح وبہبود کی بجائے اپنی ذات اور اپنے خاندان کی فلاح وبہبود ہی اقتدار کا مطمع نظر قرار پایا۔ کبھی پارلیمانی، کبھی صدارتی طرز جمہوریت کی یہ گاڑی بہت دفعہ ایکسیڈنٹ کا شکار ہوئی۔ کبھی ایوب خان نے کبھی یحییٰ خان نے کبھی ضیاء الحق نے اور کبھی پرویز مشرف نے جمہوری نظام کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے آمریت مسلط کی جس کی بنا پر ایک طرف اقوام عالم میں پاکستان کا تمسخر اڑا اور دوسری طرف آئینی ادارے تباہ وبرباد ہوئے۔

ہر ڈکٹیٹر نے جمہورت کا لیبل لگانے کے لیے ایک نقل بچہ سیاسی جماعت بنائی یا کسی بنی ہوئی جماعت میں سے خوشامدی اور کاسہ لیسوں کا انتخاب کیا اور پھر دھاندلی کے ذریعے ان کو کامیاب کرا کر اپنے اقتدار کے سائے میں اور اقتدار کے شجر میوہ دار میں سے کچھ گلے سڑے پھل ان کی جھولی میں بھی ڈالتے رہے۔ یوں یہ غیور اور متوکل قوم جمہوریت کی مختلف ڈاکہ زدہ اور زخم خوردہ شکلیں دیکھ کر اصلی جمہوریت سے ویسے ہی نابلد ہوگئی۔ حکمرانوں نے کبھی کھلم کھلا اور کبھی انجینئرڈ دھاندلی کے وہ گل کھلائے کہ یہ دھاندلی اونچے محلوں سے اتر کر گلی محلوں میں بھی پہنچ گئی۔ چنانچہ محلے کی یونین کونسل سے لے کر صوبائی اور قومی اسمبلی کے ارکان تک حکمرانوں کی اشیرباد کے بغیر بھی ذاتی دھونس سے دھاندلی کے تجلۂ عروسی تک جا پہنچے۔ تحریر یہ تو اس بی جمہوریت کا مختصر سا تعارف اور خاکہ اپنے قارئین کو پیش کرنا مقصود تھا۔

جمہوریت کی ایک قسم تو وہ ہے جو وطن عزیز میں بھی اور دنیا کے مختلف ممالک میں رائج ہے یعنی ہر سیاسی جماعت جس نے اپنے آپ کو الیکشن کمیشن کے پاس رجسٹرڈ کرایا ہوا ہے وہ اپنا ایک انتخابی نشان الاٹ کراتی ہے اور پھر قومی وصوبائی اسمبلیوں کے لیے اپنے امیدوار نامزد کرتی ہے وہ امیدوار اپنی انتخابی مہم پارٹی کے ذریعے چلاتا ہے اور کامیاب امیدوار اسمبلیوں میں پہنچ کر آئندہ کا سیاسی ڈھانچہ تشکیل دیتے ہیں۔ اس طریق انتخاب میں جو سب سے بڑی خرابی ہے وہ یہ ہے کہ فتح وشکست کا معیار ایک ووٹ کی کثرت سے بھی ہو سکتا ہے اس کا سب سے تلخ تجربہ ہمیں 1970ء کے الیکشن میں مغربی پاکستان میں ہوا تھا کہ شیخ مجیب الرحمٰن کے عوامی لیگ اور جماعت اسلامی کا سخت مقابلہ تھا۔ ہر سیٹ پر عوامی لیگ کا نمائندہ کہیں چند سو اور کہیں ہزار ڈیڑھ ہزار کی کثرت سے کامیاب ہوتا رہا اور یوں پورے صوبے میں کامیاب ہو کر اس جماعت نے پاکستان کو توڑنے کی بنیاد رکھی۔ اس طریقے انتخاب میں ایک ووٹ زیادہ لے کر ایک امیدوار تو کامیاب ہو گیا لیکن ہارنے والے امیدوار کے ووٹ ضائع ہو گئے۔ ملک کی معروف بڑی جماعتیں ہمیشہ اس نظام کی حامی رہتی ہیں کیونکہ انہیں یہ یقین ہوتا ہے کہ ہمارا نمائندہ بیشک تھوڑے ووٹوں کی اکثریت سے لیکن جیت جائے گا یوں چھوٹی جماعتوں کے امیدوار ہر نشست پر ہار جاتے ہیں۔

متناسب نمائندگی اس طریقۂ انتخاب کو کہتے ہیں کہ اس میں ہر سیاسی جماعت الیکشن کمیشن سے اپنے لیے انتخابی نشان الاٹ کراتی ہے اور پورے ملک میں کوئی بھی قومی یا صوبائی اسمبلی کا امیدوار نامزد نہیں کرتی۔ پورے ملک میں سیاسی جماعتیں اپنی انتخابی مہم چلاتی ہیں اور ہر حلقۂ انتخاب سے ووٹ حاصل کرتی ہیں۔ الیکشن کے بعد ہر سیاسی جماعت کے کل ووٹ گنے جاتے ہیں اور الیکشن کمیشن ووٹوں کی تعداد کے مطابق اس سیاسی جماعت کو سیٹیں دینے کا اعلان کرتا ہے۔ اب ہر سیاسی جماعت تعداد کے اعتبار سے الیکشن کمیشن کو اپنے نمائندگان کے نام دیتی ہے اور یوں وہ رکن اسمبلی بن جاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی سیاسی جماعت کا ایک ووٹ بھی ضائع نہیں ہوتا۔

ہماری دینی جماعتوں میں سے ہر جماعت کا ووٹ بینک بہت ہے لیکن وہ کسی ایک انتخابی حلقے میں اکٹھا نہیں ہے بلکہ پورے ملک میں منتشر ہے۔ اس طرح تمام ووٹ اکٹھے ہو کر ہر دینی جماعت کو اسمبلی میں پہنچنے کا موقع ملتا ہے۔ موجودہ نظام میں چونکہ امیدواروں کا براہ راست مقابلہ ہوتا ہے اس لیے ووٹوں کی خریداری، عملے پر دباؤ، لڑائی جھگڑے اور فائرنگ کے ذریعے مخالف امیدوار کے ایجنٹوں کو باہر نکال دینا، انتخابی عملے کو ڈرا دھمکا کر جعلی ووٹ ڈلوانا کسی جاگیردار وڈیرے کے مقابلے میں کسی غریب شریف آدمی کا الیکشن لڑنا ناممکن ہے جبکہ متناسب نمائندگی میں افراد کا آپس میں مقابلہ نہیں ہوتا اور ہر سیاسی جماعت اپنی جماعتی حیثیت میں انتخابی مہم چلاتی ہے۔ یوں دنگا فساد اور دھاندلی کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

الاستفتاء

[illegible]

حلال مال میں حرام کی آمیزش اور اس کے کھانے کا حکم

سوال: میرے والد محترم تجارت کرتے ہیں اور ان کے مال میں حرام کی بھی آمیزش ہے تو کیا ان کے مال سے کچھ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سائل: ذیشان لودھراں

الجواب بعون الوہاب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق حلال کھانے کا حکم دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا. ”لوگو زمین میں حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ۔“ (البقرہ:168) کیونکہ رزق حلال بھی ایک عبادت اور قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حلال مال میں حرام کی آمیزش کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کی عادت دغا اور فریب کرنے کی ہو اور جھوٹ بول کر اپنا مال فروخت کرتا ہو، اسی طرح چیز فروخت کرتے وقت وہ اس کے عیوب نہیں بتلاتا یا اس کے اوصاف بیان کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے اور وزن کرتے وقت بھی کمی وبیشی سے کام لیتا ہے چونکہ یہ کام دنیا میں عام ہے اس سے پرہیز کرنا اور بچنا بہت مشکل ہے اور ایسا پرہیز رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ... كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ زَادَ فَأَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ شَاةً مَصْلِيَّةً سَمَّتْهَا فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْهَا وَأَكَلَ الْقَوْمُ فَقَالَ ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ فَإِنَّهَا أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا مَسْمُومَةٌ فَمَاتَ بِشْرُ ابْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ الْأَنْصَارِيُّ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُودِيَّةِ مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ، قَالَتْ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ الَّذِي صَنَعْتُ وَإِنْ كُنْتَ مَلِكًا أَرَحْتُ النَّاسَ مِنْكَ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُتِلَتْ ثُمَّ قَالَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ مَا زِلْتُ أَجِدُ مِنَ الْأَكْلَةِ الَّتِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهَذَا أَوَانُ قَطَعَتْ أَبْهَرِي. سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول فرمالیتے اور صدقہ نہیں کھایا کرتے تھے، مزید کہا کہ ایک یہودی عورت نے خیبر میں آپ کو ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری بطور تحفہ پیش کی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ نے اس سے کچھ کھایا، آپ نے فرمایا: اپنے ہاتھ کھینچ لو اس (گوشت) نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ زہر آلود ہے پھر اسی زہر کی وجہ سے بشر بن براء بن معرور انصاری فوت ہوگئے تو آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلا کر پوچھا تجھے یہ کام کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا اگر آپ ﷺ (اللہ تعالیٰ کے سچے) نبی ہیں تو میرے اس کام سے آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں لوگوں کو آپ سے راحت پہنچا سکوں گی، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے صحابی (بشر بن براء بن معرور انصاری کے قصاص میں) قتل کرنے کا حکم دیا اور اسے قتل کیا گیا، پھر آپ نے اپنی اس تکلیف کے متعلق بتلایا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی کہ میں خیبر میں یہودیہ عورت کے زہر آلود لقمے کھانے کی وجہ سے ہمیشہ تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں اور اب یہ وقت آگیا ہے کہ اس نے میری شاہ رگ کاٹ دی ہے۔ (ابوداود کتاب الدیات باب فی من سقی رجلا سما او اطعمه فمات ص813 رقم الحدیث: 4512) اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ پرہیز کرتے تو بھی یہودیہ عورت کی دعوت قبول نہ کرتے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مال تجارت میں حرام مال کی مدشامل ہو اور اس کی بھی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ وہ یقینی طور پر حرام چیزوں کی تجارت کرتا ہے مثلاً وہ سودی کاروبار کرتا ہے یا کروی چیز سے

فائدہ حاصل کرے یا ایسی چیزوں کی تجارت کرے کہ جن کی خرید وفروخت سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ مثلاً شراب اور دوسری نشہ آور چیزیں کتا، بلی وغیرہ تو ایسی صورت میں اس حرام مد کی آمدن کو الگ کیا جاسکتا ہے، اولاد کو چاہیے کہ وہ اپنے والد کو ایسی مد کی آمدن الگ کرنے پر مجبور کرے تا کہ وہ حلال مال کی آمدن الگ رکھے اور رزق حلال سے اپنا گزارہ کرے، اگر باپ نہیں مانتا تو پھر ایسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے باپ سے الگ ہوجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي الْخَالِقِ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (صحیح الجامع الصغیر ج2 ص1250 رقم الحدیث: 7520) دوسری صورت یہ کہ وہ مشتبہ چیزوں کی تجارت کرتا ہے ایسی صورت میں مشتبہ چیزوں کی آمدن سے اگر اولاد بچ سکتی ہے تو اس کے لیے بچنا بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: وَ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ "جو شخص شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی اور جو مشتبہ چیزوں میں واقع ہوا وہ حرام میں داخل ہوگیا۔" (مسلم کتاب المساقات باب اخذ الحلال وترک الشبہات ج6 جزء12 ص24 رقم الحدیث: 1599 بخاری بشرح الکرمانی کتاب الایمان باب فضل من استبرا لدینہ ج1 ص259 رقم الحدیث: 52)

صورت مسئولہ میں اگر کوئی مال تجارت میں جھوٹ بول کر یا چیز کے عیوب چھپا کر یا وزن میں کمی کر کے حلال مال میں حرام کی آمیزش کرتا ہے جو کہ عام طور پر معاشرہ کے اندر پایا جاتا ہے اس سے بچنا مشکل ہے تو ایسا مال کھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی عورت کی طرف سے آنے والے ہدیہ کی ایسی کوئی چھان بین نہیں کی تھی۔
اگر مال تجارت کی مد حرام ہو اور حرام اشیاء کی تجارت کی جاتی ہو جیسا کہ دوسری صورت میں بیان ہو چکا ہے تو اس مد کی آمدن کو الگ کیا جائے اور حلال مد سے گزارا کیا جائے، اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو پھر اللہ پر توکل کرتے ہوئے سائل کو باپ سے الگ ہوجانا چاہیے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے کیونکہ ایسے مال کی آمدن کھانا شرعاً بالکل جائز نہیں۔

بقیہ: درس حدیث

اُم المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث کے پاس رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے بعد تشریف لے گئے وہ ابھی جائے نماز پر بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھی، پھر آپ ﷺ چاشت کے وقت تشریف لائے وہ اسی جگہ بیٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: تم اسی حالت میں ہو جس میں میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا انھوں نے کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا: میں نے تمھارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو وہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے اور وہ یہ ہیں:
سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ. (مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التسبیح اول النهار وعند النوم ج9 جزء17 ص39 رقم الحدیث: 2726)

اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان کو برائی سے نفرت اور نیکی کی طرف راغب کرتا ہے جس معاشرے میں ذکر الٰہی کثرت سے کیا جائے وہ معاشرہ من حیث القوم گناہوں سے نفرت کرنے والا بن جاتا ہے، ہمیشہ معاشرے کی تباہی کا سبب اللہ رب العزت کی نافرمانی اور گناہ بنتا ہے، کسی معاشرے کو پرامن بنانے کے لیے وہاں کے باسیوں کی نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے نفرت ضروری ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ چیز با آسانی حاصل ہوسکتی ہے۔

ضرورت خادم
جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں ایک محنتی، نوجوان خادم کی ضرورت ہے، معاوضہ حسب لیاقت دیا جائے گا، خواہش مند حضرات رابطہ کر سکتے ہیں۔
(منجانب: قاری فیاض احمد 0301-4167882)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 31)

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ
إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ (65) قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ
قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ (66)
قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ
الْعَالَمِينَ (67) أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ
(68) أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ
لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ
وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
(69) قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (70) قَالَ قَدْ
وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ
سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ
فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ (71) فَأَنْجَيْنَاهُ
وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ (72)

اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی سیدنا ہود علیہ السلام کو (نبی بنا کر بھیجا) اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا صرف اللہ کی عبادت کرو جس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟ (65) حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے سردار کہنے لگے ہم تو تجھے کم عقل دیکھتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ (66) (ہود) نے کہا اے میری قوم میں کوئی نا سمجھی نہیں بلکہ میں تو تمام جہانوں کے رب کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں (67) میں تو تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امین اور خیر خواہ ہوں۔ (68) کیا تم اس بات پر تعجب کیے بیٹھے ہو کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت ایک (ایسے) آدمی کے ذریعے آئی جو تمہی میں سے ہے تا کہ وہ تمہیں (عذاب سے) ڈرائے اور (اللہ کی نعمت کو) یاد کرو کہ جب اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد زمین میں اپنا جانشین بنایا اور تمہیں خوب طاقتور بنایا، پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (69) وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں اور جنھیں ہمارے آباء اجداد پوجتے رہے انھیں چھوڑ دیں؟ اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب) کی تو دھمکی دیتا ہے وہ لے آ (70) (ہود نے کہا) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر جو عذاب اور اس کا غضب ثابت ہو چکا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لیے ہیں کہ جن کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری لہٰذا اب تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (71) پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہیں تھے۔ (72)

مشکل الفاظ کے معانی

سَفَاهَةٌ	نادانی، کم عقلی	خُلَفَاءَ	جانشین
بَسْطَةً	جسمانی قوت	رِجْسٌ	عذاب
سُلْطَانٍ	دلیل	دَابِرَ	جڑ

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات کریمہ میں سیدنا نوح علیہ السلام کا تذکرہ تھا اوران آیات میں سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم عاد کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ یہ قوم سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اور سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد آئی اور یہ لوگ طوفان کے واقعہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔

التوضیح

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ. اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ہودؑ کا تعلق اسی قوم اور اسی قبیلہ سے تھا۔

قوم عاد کی تاریخی حیثیت

قوم عاد بتوں کی پجاری تھی انھوں نے بھی قوم نوح کی طرح بتوں کو اپنا معبود بنالیا تھا۔ ان میں سے ایک کو صمود اور دوسرے کو الھتار کہا جاتا تھا۔ سیدنا ہود علیہ السلام قوم عاد کے قبیلہ الخلود میں پیدا ہوئے اور یہ نسب کے لحاظ سے اعلیٰ اور بڑے وجیہ تھے۔ انھوں نے لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا اور ظلم کرنے سے روکا لیکن اس قوم نے انکار کیا اور ہودؑ کو جھٹلا دیا، یہ عمان اور ملک یمن میں واقع حضر موت کے درمیان الاحقاف کے ریگستان میں رہنے والے تھے اور کچھ وقت گزرنے کے ساتھ انھوں نے دو کی بجائے تین بتوں کی پوجا شروع کردی تھی اور تیسرے بت کا نام صدا تھا۔ ان کے ظلم وستم اور نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تین سال تک ان کی بارش روک لی، اس وقت لوگوں پر اگر کوئی مصیبت آتی تو وہ بیت اللہ کی طرف آ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔ قحط سالی کی وجہ سے قوم عاد کے ستر آدمی مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کرتے ہوئے قحط سالی کو دور فرما دیا۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ(66)قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ. مشرکین دنیا کے کسی بھی کونے میں آباد ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات کو بھی دنیاوی بادشاہوں پر قیاس کرتے ہیں جیسے اکیلا بادشاہ تنہا تمام امور نہیں نپٹا سکتا اس کو معاونین کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ ان کو کچھ اختیارات تفویض کردے اور وہ امور میں اس کا کچھ ہاتھ بٹا سکیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی معاونین کی ضرورت ہے اور بعض مشرکین نے فرشتوں اور بعض نے دیوتاؤں، بعض نے پیروں، فقیروں اور اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کے معاون سمجھا۔ یہی حال سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم کا تھا، انھوں نے بھی کچھ بتوں کو اللہ تعالیٰ کا معاون مقرر کیا، اللہ کے نبی نے جب انھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ خالق کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا تو انھوں نے ہودؑ کو جواب دیا کہ دو باتیں ہیں یا تو تم نادان ہو یا پھر تم جھوٹ بولنے والے ہو۔

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ. سیدنا ہود علیہ السلام نے جواب دیا نہ تو میں نادان ہوں اور نہ ہی جھوٹا بلکہ میں تو اللہ کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں اور میں تمھاری خیر خواہی کرنے والا ہوں تاکہ تم آخرت کے عذاب سے محفوظ رہ سکو۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ قوم عاد نے بھی وہی جواب دیا جو عام مشرکین انبیاء کو دیا کرتے تھے اور انھوں نے ایک انسان کے رسول ہونے پر تعجب کیا اس لیے فرمایا گیا کہ کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک انسان تم میں سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور وہ تمھیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہے تاکہ تم اس کی رحمت کے مستحق بن جاؤ، تمھیں تعجب کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرکے اس کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ اس نے تمھیں سیدنا نوح علیہ السلام کا وارث بنایا اور اس نے تمھیں ایک لمبا قد اور جسم عطا کیا۔

قوم عاد کا قدوقامت

ان کا قد اوسطاً بارہ ہاتھ (تقریباً 18 فٹ) تھا اوران کے

جسوں کو اللہ تعالیٰ نے مضبوط اور طاقتور بنا کر ان پر رزق کی فراوانی کی تھی، سیدنا ہود علیہ السلام نے اللہ کی بے شمار نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے انھیں کہا تھا کہ قوم نوح کی طرف دیکھو کہ انھیں بت پرستی ترک نہ کرنے کی کیا سزا دی گئی۔ تمھیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی بجائے اس کی عبادت کرتے ہوئے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ.

قوم ھود کا جواب

انھوں نے اللہ کے نبی کی باتیں سننے کے بعد عام مشرکین جیسا ہی جواب دیا کہ ہم آپ کی بات مان کر اپنے آباء واجداد کو کیسے جھٹلا سکتے ہیں حالانکہ ہمارے اسلاف بڑے متقی اور علم رکھنے والے تھے، پھر انھوں نے کہا کہ اگر ہم حق پر نہیں تو پھر جس عذاب کی ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ عذاب ہم پر لے آ۔ اس عذاب کی آمد سے تیری سچائی بھی لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے گی۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ . قوم ہود پر سخت ٹھنڈی تیز آندھی سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی اور یہ ہوا اتنی سخت تھی کہ ان کے زیر زمین تیار کیے گئے مضبوط گھروں کے اندر داخل ہو گئی اور ان کے ایک ایک فرد کو اس نے ہلاک کیا اور وہ کھجوروں کے تنوں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نافرمان لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا، صرف ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بچایا جو اللہ کے نبی ہودؑ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ سیدنا ہودؑ کو عذاب کے متعلق پہلے ہی مطلع کیا جا چکا تھا تو وہ اپنی اتباع کرنے والوں کو لے کر ایک مقام پر محصور ہو گئے اور یہ مقام رحمت الٰہی کی بناء پر محفوظ رہا۔

اخذ شدہ مسائل

(1) دعوت الی اللہ کا کام کرنے والوں کو صبر سے آراستہ ہونا چاہیے جیسا کہ سیدنا ہودؑ نے اپنی قوم کو دعوت دیتے وقت ان کی سخت مخالفت پر مثالی صبر کیا

(2) ایک داعی کو دعوت توحید کے دوران قوم کو اس کے ثمرات اور شرک کے نقصانات سے مطلع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد دلاتے رہنا چاہیے۔

(3) مادیت پرستی، جسمانی طاقت، تکبر اور بڑی بڑی عمارتوں کی تعمیر پر فخر کرنا انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

(4) عذاب الٰہی کو طلب نہیں کرنا چاہیے لیکن ایک مشرک اپنی متکبرانہ روش کی بناء پر استہزاء اس کی طلب میں جلدی کرتا ہے۔

(5) ہر قوم کی طرف ان کے انبیاء ان کی جنس سے اور انھی میں سے آئے تاکہ قبیلے والے خود کو حسب اور نسب کے لحاظ سے نبی پر فوقیت نہ دے سکیں۔

(6) شرعی احکام سے سرکشی اور حدود اللہ کی پامالی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانا عذاب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔

(7) اہل ایمان کو اللہ اپنی رحمت کے ساتھ ان کے ایمان کی بدولت عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں جیسا کہ ہودؑ پر ایمان لانے والوں کو محفوظ رکھا۔

حافظ عبدالاعلیٰ درانی کو صدمہ

جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال سے پڑھی جائے گی کہ جماعت اہلحدیث کے معروف عالم دین حافظ عبدالاعلیٰ درانی رکن اسلامک شرعیہ کونسل خطیب کیتھلے بریڈفورڈ کے چھوٹے بھائی قاری حبیب الرحمن جو کہ کئی سالوں سے جگر کے عارضہ میں مبتلا تھے وہ گذشتہ دنوں 45 برس کی عمر میں فیصل آباد انتقال کر گئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم نیک وصالح اور توحید پرست انسان تھے۔

ادارہ مولانا حافظ عبدالاعلیٰ درانی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

ماہِ صفر کی بدعات

مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ

اسلام سے پہلے پورا معاشرہ عموماً عرب اور عرب معاشرہ خصوصاً رسومات کی تاریکیوں اور ظلمات میں ڈوبا ہوا تھا توہمات باطلہ اور رسومات فاسدہ کو ہی تہذیب وتمدن قرار دیا جاتا تھا اسلام نے تدریجاً اس معاشرہ کی تنقیح کی اور اسے جاہلیت کی غلاظتوں سے پاک کرنے کے عمل کو جاری وساری کیا حتی کہ ۱۰ ھ کو حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر جب کہ میدان عرفات میں ایک لاکھ سے زائد انسانوں کا انبوہ کثیر جمع تھا اور اپنے خالق عزوجل کی توحید والوہیت کے ترانے گا رہے تھے اور **اللهم لبيك لا شريك لك** کی صدائیں بلند کر رہے تھے تو امام کائنات ﷺ نے ایک طویل خطبہ دیا اور فرمایا: **الا كل شيء من امر الجاهلية تحت قدمي موضوع** اے لوگو! تم آگاہ رہو کہ جاہلیت کے معاملات میں سے ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے۔ (مسلم ص ۵۱۵ دار السلام) اسی طرح تفسیر ابن کثیر میں **كل مأثرة** کے الفاظ ہیں کہ جاہلیت کی تمام رسومات کو میں آج کے دن ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

بلاشبہ زمانہ جاہلیت کا معاشرہ رسومات قبیحہ سے معمور ومخمور تھا لوگ ان رسومات کو اعتقاد کی حد تک قبول کرتے اور انھیں بجالانے میں اپنی کامیابی سمجھتے تھے حالانکہ وہی رسومات تھیں جو ان کی ضلالت اور گمراہی کا سبب تھیں ان رسومات کی بناء پر معاشرے میں بھلائی کمزور تھی اور برائی کو خوب غلبہ حاصل تھا۔ من جملہ ان رسومات قبیحہ میں سے ایک اعتقادی رسم ماہ صفر کے منحوس ہونے کا تصور تھا وہ اس مہینہ کو منحوس خیال کرتے تھے ان کے عقیدہ باطلہ میں اس مہینہ میں مصائب اور امراض کا نزول ہوتا ہے اسی نظریہ کی آڑ میں وہ اس مہینہ میں نہ سفر کرتے نہ شادی بیاہ کرتے اور نہ ہی کوئی خوشی کا کام کرتے تھے۔

بعض شارحین کرام نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان **لا عدوى ولا هامة ولا صفر** کا منشا یہی بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں چند بے سروپا باتیں بلکہ کہاوتیں مشہور تھیں جو اعتقادی صورت اختیار کر چکی تھیں ان کو ختم کر کے ان کی جگہ صحیح عقائد کی ترویج مقصود تھی ان میں سے یہ بھی تھی کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اس خیال کو باطل قرار دیتے ہوئے نحوست کے مفہوم کو متعین کیا اور یہ بھی واضح کیا کہ زمانہ فی نفسہٖ برا نہیں ہوتا اور زمانہ کی نسبت اللہ کریم کی طرف کی کہ اللہ کریم فرماتے ہیں: ابن آدم دہر کو برا کہتا ہے حالانکہ دہر تو میں ہوں اس جلیل القدر فرمان نبوی نے واضح کر دیا گویا کہ زمانے کو برا بھلا کہنا اس کے خالق اور مالک کو برا بھلا کہنا ہے جس نے اس زمانے کو پیدا کیا ہے، صحابہ کرام اجمعین نے انھیں اعتقادات کو اپنایا جن کی طرف کتاب وسنت نے راہنمائی کی ہے صحابہ کرام میں یہ امتیازی وصف پایا جاتا تھا کہ وہ تمام معاملات میں کتاب وسنت سے ہی راہنمائی حاصل کرتے اور اس کے مقابلہ میں کسی کے قول وفعل یا معاشرے میں رائج کسی رسم کو پیش نہ کرتے تھے وہ کتاب وسنت کو ہی منبع رشد وہدایت سمجھتے تھے یہی چیز ان کے معاشرے کی تقدیس وتطہیر اور ان کے عروج وترقی کی ضامن تھی۔

دورِ صحابہ کے بعد

یونہی صحابہ کا مبارک اور درخشندہ دور ختم ہوتو دشمنان اسلام نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر اسلام کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گدلا کرنے کا پروگرام بنایا اور اس پروگرام کے تحت یہود ونصاری فارس اور زمانہ جاہلیت کی متروکہ رسومات کے احیاء کا بیڑا اٹھایا۔ کیونکہ اسلام کی مصفی تعلیم کی موجودگی میں وہ اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

اسلام کی خالص تعلیم ان کے عزائم کی تکمیل میں سرسکندری کی طرح حائل تھی چنانچہ انھوں نے پوری ہوشیاری، طراری اور حذاقت کے ساتھ جاہلیت کی بعض رسومات کو اسلام کے نام سے ہی اسلام میں مدغم کرنے کی عملی کوشش کی جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی رہے۔ جو لوگ جاہلیت یا مجوسیت وغیرہ کو ترک کرکے اسلام میں نئے نئے داخل ہوتے تھے حدیث عهد بالجاهلية کے تحت ان میں بہت سے حضرات ایسے تھے جو اسلام کی تعلیمات سے کما حقہ واقف نہ تھے وہ با آسانی اس سازش کا شکار ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زمانہ جاہلیت اور غیر اقوام کی بہت سی رسومات اسلام کا جزء تصور ہونے لگیں۔

ممالک اسلامیہ اور ماہ صفر

اس قسم کی رسومات حرمین سے بعید علاقوں میں پھیلیں اور ان کا شکار زیادہ تر جاہل قسم کے لوگ تھے لیکن سازش کرنے والوں کا بویا ہوا بیج بالآخر پودے کی شکل اختیار کر گیا اگرچہ ائمہ سلف صالحین نے ان رسومات اور بدعات کی تردید اور بیخ کنی میں کوئی قربانی نہیں چھوڑی اور ہر دور میں ان کے خلاف جہاد کیا لیکن اس کے باوجود ان رسومات اور بدعات کا کلی استیصال نہ ہو سکا بلکہ یہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پھلتی پھولتی رہیں۔

عربی ممالک

عرب ریاستوں میں اب بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو ماہ صفر کی نحوست کے قائل ہیں قطر کے سابق چیف جسٹس احمد بن حجر فرماتے ہیں کہ ماہ صفر میں لوگ سفر کرنے سے باز رہتے ہیں اور مسرت کی محفلیں نہیں رچاتے اس مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں جب مہینہ ختم ہونے پر آتا ہے تو اس کے آخری بدھ کو بڑی سی محفل منعقد کرتے ہیں اور دعوتیں کرکے مخصوص کھانے اور حلوے کھلاتے ہیں مگر یہ کام شہروں اور بستیوں کے باہر انجام دیتے ہیں لوگ امراض سے شفا پانے کے لیے گھاسوں پر چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک بار بیمار پڑے تھے تو اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دی تھی پھر آپ نے لطیف اور عمدہ کھانا کھایا تھا۔

(بدعات کا شرعی پوسٹ مارٹم ص 683)

شیخ نے ماہ صفر کو منحوس خیال کرنے والے جن لوگوں کا تذکرہ کیا ہے یہ وہی ہیں جو علاقہ عجم کے قریب کے ہیں البتہ سعودیہ اور جو اہل توحید کے قبضہ میں علاقے ہیں ان میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے۔

امام محمد بن عبدالوہاب کی اصلاحی تحریک نے عرب کے بہت سے علاقوں کو ان رسومات سے پاک کر دیا ہے والحمد لله على ذلك۔

برصغیر اور ماہ صفر

اس جاہلی عقیدہ کے اثرات برصغیر کے مسلمانوں پر بھی مرتب ہوتے ہیں ویسے تو برصغیر رسومات کی بہت بڑی آماجگاہ ہے دنیا کی کوئی بد رسم ایسی نہیں جس کا تعلق کسی بھی مذہب کے ساتھ ہے مگر وہ برصغیر کے اکثر مسلمانوں میں کسی نہ کسی صورت میں ضرور پائی جاتی ہے یہاں کے کتنے ہی مسلمان ہیں جو اس عقیدہ بد کے حامل ہیں ڈاکٹر احمد باغیتی رقمطراز ہیں بعض لوگ اس ماہ صفر کو تیرہ تیزی بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ ماہ نا مبارک ہے اور اس ماہ کے ابتدائی تیرہ دن انتہائی منحوس خیال کیے جاتے ہیں اس لیے اس ماہ میں شادی بیاہ کو نحس جانتے ہیں اور ان میں بعض لوگ تیرہ تاریخ کو گھونگھنیاں (سالم گندم) ابال کر کھاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں۔ (مجلہ اہلحدیث لاہور 11 جون 1999ء)

بریلوی مکتب فکر کے ایک جید عالم جناب امجد علی لکھتے ہیں: "ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے لوگ اپنے اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں پوڑیاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ (بہار شریعت ص ۲۴۳)

مذکورہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ جاہلیت کے لوگوں کی طرح بعض مسلمان بھی اس مہینے کی نحوست کے قائل ہیں فرق یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس سارے مہینے کو منحوس گردانتے تھے جبکہ یہ رسوم گزیدہ مسلمان اس ماہ کے آخری بدھ کو نحوست کے بجائے مسرت اور شادمانی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مسرتانہ خوشیاں مناتے ہیں۔

چہار شنبہ کی حقیقت

بعض حضرات کے خیال میں اس مہینے کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کے روز رسول اللہ ﷺ نے امراض سے شفاء پائی تھی اور غسل برأت کیا تھا بس اسی مزعومہ نظریہ کی بناء پر وہ آبادیوں سے باہر نکل کر نہروں راجباؤں اور تالابوں میں نہاتے ہیں بعض علاقوں کے بارے میں شنید ہے کہ مردوں کے ساتھ اس رسم میں عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں گویا یہ ہندوؤں کے تہوار بیساکھی کے مشابہ ہے کہ وہ بھی اس دن متعینہ تالابوں میں نہاتے ہیں، سیر سپاٹے کے علاوہ عمدہ کھانے تقسیم کیے جاتے ہیں یہ سب تفریح کا سامان ائمہ کی عقیدت کے رنگ میں ہوتا ہے حالانکہ اس بارہ میں حدیث کی کتابوں میں کچھ بھی منقول نہیں حتی کہ کوئی ضعیف روایت بھی نہیں ہے بلکہ مستند اور صحیح روایات میں سے جو منقول ہے وہ اس کے متضاد اور برعکس ہے

مرض کا آغاز

صحیح صریح اور واضح احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے آٹھ سال بعد وہاں تشریف لے گئے اور شہداء کی نماز جنازہ پڑھی یہ منظر ایسا رقت انگیز تھا گویا کہ آپ ﷺ زندہ اور فوت شدہ حضرات کو الوداع کہہ رہے ہوں۔ (بخاری ومسلم) ایک اور حدیث میں ہے سیدنا ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ اس بیماری میں مسجد تشریف لائے جس بیماری سے آپ جانبر نہ ہوسکے آپ نے سر باندھا ہوا تھا اور سیدھے منبر پر بیٹھ گئے اور خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: **ان عبدا عرضت علیہ الدنیا وزینتھا فاختار الاخرۃ** بندے پر دنیا زینت کے ساتھ پیش کی گئی تو اس نے دنیا کے بدلے آخرت کو پسند کیا۔

(دارمی ج1 ص37 ح78)

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی آپ کے مدعا کو نہ سمجھ سکا ابوبکر رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے ہم آپ پر قربان پھر آپ منبر سے اترے اس کے بعد آپ منبر پر دوبارہ کھڑے نہیں ہوئے۔

(دارمی ج1 ص37)

آپ ﷺ ایک نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے جب گھر تشریف لائے تو پھر آپ کو وہ تکلیف شروع ہوگئی جس سے آپ فوت ہوگئے اس مرض کا آغاز ماہ صفر کے بالکل آخری ایام میں ہوا۔ امام بیہقی نے امام المغازی موسیٰ بن عقبہ کے حوالہ سے امام زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو محرم کا مہینہ تندرست رہے پھر صفر کے مہینے میں آپ کو شدید بخار ہوا پھر یہ بخار اترا نہیں تھا کہ آپ اسی بخار میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

(دلائل النبوۃ بیہقی ج7 ص200 ملخصا)

بسا اوقات بخار میں کچھ تخفیف اور افاقہ ہوتا رہا مگر کلیۃ بخار نہ اترا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ عباس ؓ اور علی ؓ رسول اللہ کی تیمارداری کر کے واپس آئے تو کسی شخص سے پوچھا بتاؤ رسول اللہ کی حالت اب کیسی ہے؟ سیدنا علی المرتضیٰ فرمانے لگے ہاں اب شفایاب ہیں تو سیدنا عباس ؓ نے فرمایا: علی! تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا کیونکہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر موت کے آثار کو بخوبی پہچانتا ہوں اور مجھے خدشہ ہے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ اس مرض سے جانبر نہ ہوسکیں۔

(دلائل النبوۃ ج7 ص225 ملخصا)

مذکورہ حقائق سے واضح ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب آخری بار بیمار ہوئے تھے تو پھر اس سے کما حقہ شفایاب نہیں ہوسکے تھے بلکہ آپ اسی مرض میں داغ مفارقت دے گئے امام السیر ابن جزری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے مرض کا آغاز جس میں آپ فوت ہوگئے تھے بدھ کے روز ہوا جبکہ صفر کے دو دن باقی تھے۔ 11ھ کو ہوا آپ اس وقت حضرت میمونہ کے گھر تھے جب بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ حضرت عائشہ کے گھر تشریف لے آئے اور 12 ربیع الاول سوموار کے دن چاشت کے وقت انتقال فرمایا۔ (اسد الغابہ ج1 ص40)

سیرت ابن ہشام ج5 ص224 میں بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ ہے کہ مرض صفر کے آخر میں لاحق ہوا یا ربیع الاول کے شروع میں امام التاریخ ابن خلدون نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ صفر کے دو دن باقی تھے

جب مرض کا آغاز ہوا اور تقریباً امام طبری کے نزدیک بھی یہی معتبر ہے۔

(تاریخ طبری ج2 ص161)

ان تصریحات سے یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صفر کے آخری بدھ کو بیمار ہوئے اور پھر آپ اسی بیماری کی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اللھم صل علیہ صلوۃ دائما ابدا۔

بریلوی معتمدین کے نزدیک چہار شنبہ کی حقیقت:

برصغیر میں بدعات کی ترویج اور ان پر تمسک میں بریلوی مکتبہ فکر کا عمل دخل دوسرے اسلامی فرقوں کی نسبت (روافض کے بعد) تقریباً سب سے زیادہ ہے چہار شنبہ کی تقریبات بھی عموماً اسی مکتب فکر سے وابستہ حضرات کی مرہون منت ہیں چونکہ اس افسانے کی کوئی حقیقت موجود نہیں جس کی بناء پر اس مسلک کے معتمدین علماء حضرات نے اسے بے اصل قرار دیا ہے۔

طائفہ ہذا کے سب سے سرکردہ لیڈر امام بریلویہ جناب احمد رضا خان صاحب سے آخری چہار شنبہ کے بارے میں دریافت ہوا کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت نے مرض سے صحت پائی تھی لہٰذا ابنا بریں اس روز کھانا و شرینی تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کرتے ہیں علی ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں۔ یہ جملہ امور بر بنائے صحت پانے رسول اللہ ﷺ عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہوگا یا قابل ملامت و تادیب۔

الجواب

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات پائی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔

(احکام شریعت ج2 ص111)

احمد رضا خان کے شاگرد رشید جناب امجد علی فرماتے ہیں ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے لوگ اپنے اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر و تفریح اور شکار کو جاتے ہیں پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا وہ باتیں خلاف واقعہ ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا یہ ارشاد **لا صفر** یعنی صفر کوئی چیز نہیں ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے (بہار شریعت ج2 ص744)

ائمہ مورخین اور دیگر اصحاب کی تحقیقات کے مطابق نبی ﷺ صفر کے آخری دنوں میں بیمار ہوئے اور بقول امام ابن اثیر کے آپ کے مرض کا آغاز بدھ کو ہوا پھر آپ صحت یاب نہیں ہوئے حتی کہ آپ **اللھم بالرفیق الاعلی** کہہ کر **فاختار ما عند اللہ** کی منزل کو پا گئے جس سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ صفر کے آخری بدھ کے روز جملہ رسومات محض باطل اور بے بنیاد ہیں آپ کے یوم مرض کو یوم شکار کا نام دے کر خوشیاں منانا بصیرت اور فطرت کے بالکل منافی ہے بالفرض اگر یہ دن آپ کی شفاء کا بھی ہوتا تب بھی مذکورہ بدعات کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ زندگی میں کئی بار بیمار ہوئے اور کئی بار صحت یاب ہوئے۔ ایک دفعہ تو آپ پورا مہینہ بیمار رہے اور مسجد میں بھی تشریف نہ لے جاتے تھے لیکن آپ کے دور مبارک یا دور صحابہ میں ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے یوم صحت کو مسرت کے طور پر منایا گیا ہو اور اسے ایک تہوار کی حیثیت حاصل ہوئی ہو۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ بدعتی حضرات اس دن کو بطور عقیدت مناتے ہیں اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ اندھی عقیدت میں بصیرت مسلوب ہوتی ہے بسا اوقات معاملہ الٹ ہو جاتا ہے جیسا کہ چہار شنبہ کا معاملہ ہے کہ اس دن آپ کے مرض کا آغاز ہوا یا مرض زوروں پر تھا تو اسے صحت کا نام دیا گیا جس سے صرف ایک حقیقت ہی نہیں بدلی بلکہ بہت سی خرافات اور بدعات کا دروازہ کھل گیا اور نادان بدعتیوں نے

عقیدت کے نام پر دین کو بگاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جملہ خرافات اور بدعات سے محفوظ فرمائے اور دین حق کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

ماہ صفر کی بدعات

اس میں کسی مسلمان کو شک وشبہ اور تردد نہیں کہ اسلام فطرت کے عین مطابق ہے اور فطرت کے جتنے تقاضے ہیں وہ سبھی اسلام میں سمو دیئے گئے ہیں اور کائنات کے آغاز سے لے کر ظہور اسلام تک جتنے ادیان اس سطح ہستی کائنات ارضی پر جلوہ افروز ہوئے سب کے سب مخصوص احترام اور محدود وقت تک کے لیے تھے ان میں اسلام ہی ایک دین ہے جو کامل ہے اور پوری کائنات کے لیے ہے سراج ہدایت ہے بلاشبہ اس کی تعلیمات ایسی واضح ہیں جن میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے اس دین نے تمام خلاف فطرت امور پر قدغن لگائی ہے اور رسومات قبیحہ کو روند کر رکھ دیا ہے جس بناء پر اس کی تعلیم میں ہر سو روشنی اور ضیاء ہے کسی جانب اندھیرا اور تاریکی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تو کتکم علی ملۃ بیضاء لیلھا کنھارھا میں تم کو ایک روشن ملت پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی راتیں دنوں کی طرح روشن ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: کل ماثرۃ الجاھلیۃ تحت قدمی ھذا جاہلیت کی ہر رسم میرے پاؤں کے نیچے ہے۔ جاہلیت کا معاشرہ بلاشبہ رسومات قبیحہ سے مخمور اور اٹا ہوا معاشرہ تھا لوگ ان رسومات کو اپنے اعتقادات کا جزء اور حصہ سمجھتے تھے حالانکہ وہی رسومات ان کی ضلالت اور گمراہی کا سبب تھیں ان باطل نظریات میں سے ایک ماہ صفر کی نحوست کا نظریہ تھا ان کے خیال میں یہ مہینہ نحوست کا ہے ان کے خیال کے مطابق اس مہینہ میں شادی سفر یا کوئی بھی خوشی کا کام نامسعود اور نامبارک ہوتا ہے لہٰذا وہ اس مہینہ میں اعتقادا کوئی اہم کام سرانجام نہ دیتے اس جاہلی رسوم کے کچھ اثرات برصغیر پر بھی مرتب ہوئے ویسے تو برصغیر رسومات کی سب سے بڑی آماجگاہ ہے دنیا کی کوئی بد رسم ایسی نہیں جو اس علاقہ میں نہ پائی جائے خواہ وہ اعتقادی ہو یا غیر اعتقادی برصغیر میں بھی اس مہینے کو نحوس خیال کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی لاکھوں لوگ اس پرانے اعتقاد کے حامل ہیں کہ بعض لوگ اس مہینے کو انتہائی نحوس خیال کرتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد ہاشمی مرحوم اپنے مضمون ماہ صفر کی بدعات 11 جون 1999ء کو مجلہ اہلحدیث میں شائع ہوا ہے میں فرماتے ہیں: بعض جاہل لوگ اس ماہ صفر کو تیرہ تیزی بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ ماہ مبارک ہے اور اس ماہ کے ابتدائی تیرہ دن انتہائی نحوس خیال کیے جاتے ہیں اس لیے اس ماہ میں شادی بیاہ کو نحس جانتے ہیں اور ان میں بعض لوگ تیرہ تاریخ کو گھونگھیاں (سالم گندم) ابال کر کھاتے اور تقسیم کرتے ہیں۔

بریلوی مکتبہ فکر کے نہایت جید عالم مولانا امجد علی لکھتے ہیں: ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے لوگ اپنے اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر وتفریح اور شکار کو جاتے ہیں پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس دن غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ (بہار شریعت ج2 ص744) یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دونوں میں حضور اکرم کا مرض شدت کے ساتھ تھا اور باتیں خلاف واقع ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں حدیث کا یہ ارشاد لا صفر کہ صفر کوئی چیز نہیں رہی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔ برصغیر کے علاوہ اس مہینے کو بعض عرب ممالک میں بھی نحوس سمجھا جاتا ہے قطر کے قاضی احمد بن حجر فرماتے ہیں ماہ صفر میں لوگ سفر کرنے سے باز رہتے ہیں رسومات کی محفلیں بہت رچاتے اس مہینے کو نحوس سمجھتے ہیں جب مہینہ ختم ہونے پر آتا ہے تو اس کے آخری بدھ کو بڑی سی محفل منعقد کرتے ہیں اور دعوتیں کرتے مخصوص کھانے اور حلوے کھلاتے ہیں مگر یہ کام شہروں اور بستیوں کے باہر انجام دیتے ہیں لوگ امراض سے شفایابی کے لیے گھاسوں پر چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم ایک بار بیمار پڑے تھے تو اس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دی تھی پھر آپ نے لطیف اور عمدہ کھانا کھایا تھا۔ (بدعات کا شرعی پوسٹ مارٹم ص683 طبع دار السلفیہ بمبئی انڈیا) (1) زمانے کو برا کہنا (2) جاہلیت کی رسومات اپنانا (3) چہار شنبہ کو نبی ﷺ کا بیمار ہونا (4) اہل بدعت کا عمل (5) احمد رضا اور امجد علی کا فتویٰ (6) حقیقت حال۔

نماز کی اہمیت

احسان الحق شاہ

نماز کی اہمیت اس بات سے عیاں ہے کہ یہ تمام سابقہ امتوں پر بھی فرض تھی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان صلوتی "بیشک میری نماز" کہہ کر اپنی دعا میں سب سے پہلے نماز کا ذکر فرمایا تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں قرآن کہتا ہے: و کان یأمر اھلہ بالصلوۃ و الزکوۃ "اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔" (مریم)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو پہلی وحی کے ساتھ حکم ملا: اقم الصلوۃ لذکری "میرے ذکر کے لیے نماز پڑھا کرو" (طٰہٰ) ان کے ذریعے سے بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اللہ سے مدد چاہو اور نماز پڑھو اور نماز میں اپنے اپنے گھروں کو قبلہ بناؤ (یہ بنی اسرائیل کی غلامی کا دور تھا فرعون اجتماعی نماز میں آڑے آتا تھا گویا کہ اس نے دفعہ 144 لگا رکھی تھی)

حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں قرآن کہتا ہے: فنادتہ الملئکۃ و ھو قائم یصلی فی المحراب "وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو فرشتوں نے انہیں آواز دی (آل عمران) عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے فوراً بعد کہا تھا و اوصانی بالصلوۃ اور اس نے مجھے تادم زیست نماز کا حکم دیا ہے۔ (مریم)

قرآن مجید میں 700 سے زائد مرتبہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کلمہ کے بعد متقین کی دوسری نشانی نماز ہے۔ نبی ﷺ نے امت کو جو آخری نصیحت فرمائی اس کے الفاظ یہ تھے الصلوۃ الصلوۃ "نماز نماز" (بخاری) نماز ہر زمانے میں ہر امت پر فرض رہی۔ نمازوں کی تعداد میں، اس کی رکعات کی تعداد میں، اوقات میں، طریقہ ادائیگی میں فرق ہو سکتا ہے مگر فرضیت میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ اختلاف بلاوجہ نہیں تھا۔

یہود کو حکم ملا کہ گائے ذبح کرو، وہ کوئی بھی گائے پکڑ کر ذبح کر دیتے تو بآسانی حکم کی تعمیل ہو جاتی لیکن اس قربانی سے جان چھڑانے کے لیے سوالات کرنے لگے اور جوں جوں سوالات کرتے گئے خود ہی پھنستے چلے گئے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فذبحوھا و ما کادوا یفعلون ذبح تو انھوں نے کی مگر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ (البقرہ)

اہل اسلام اور اہل کتاب میں بنیادی فرق

اسی طرح یہود کو جمعہ کے روز خصوصی عبادت کے لیے کہا گیا تو وہ بولے کہ جمعہ تو منحوس دن ہے ہم ہفتے کو کریں گے، اس پر اللہ نے حکم دیا کہ ہفتے کے روز طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک صرف عبادت ہی کرو گے، پھر جب وہ اس کی پابندی بھی نہ کر سکے تو اللہ کے عذاب نے اُن کو آلیا۔ فرمایا: ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خسئین تم ان کو خوب جانتے ہو جنھوں نے (اپنے یوم عبادت) ہفتے کے دن میں زیادتی کی تو ہم نے انہیں ذلیل بندر بن جانے کا حکم دے دیا تھا۔ (البقرہ) یہودی ان پر دو نمازیں فرض تھیں مگر ساتھ یہ پابندی بھی تھی کہ عبادت گاہ میں جا کر ادا کرو گے۔ ان کے برعکس امت مسلمہ نے کبھی کسی حکم کے سامنے لیت و لعل سے کام نہیں لیا اس لیے اللہ نے بھی خصوصی کرم فرمایا۔ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے اوقات کے علاوہ کاروبار کی اجازت دی گئی، نماز کیلئے پوری زمین پاکیزہ قرار دی گئی۔ پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور ساتھ یہ رعایت کی گئی کہ تم پانچ پڑھو اجر پچاس کا لے گا، نیز پوری زمین سجدہ گاہ قرار دے دی گئی۔

نماز کی فرضیت

نماز شب معراج میں فرض ہوئی، یہ تحفۂ خداوندی تھا جو امت محمدیہ کو ملا ہے۔ مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں کہ انسان کی مثال ترازو کی طرح ہے جس کے دو پلڑے ہوتے ہیں، اگر ایک پلڑے پر بوجھ ڈالا جائے تو وہ جھک جاتا ہے جب ترازو کا ایک پلڑا جھکتا ہے تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے، انسان بھی دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک روح اور دوسرا بدن، جب جسم کو انسان جھکاتا ہے تو روح بلندیوں میں پرواز کرتی ہے۔ مولانا روم اس حدیث کے تناظر میں فرماتے ہیں کہ انسان جب سجدہ کرتا ہے تو اس وقت اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔

نماز نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: قرۃ عینی فی الصلوۃ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (مشکوۃ) تو جو چاہتا ہے کہ روز قیامت اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، وہ نماز کی پابندی کرے۔

اسی طرح فرمایا: نماز نور ہے۔

نماز گناہوں کا کفارہ ہے

سردی کا موسم تھا، نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ جا رہے تھے، راستے میں ایک ایسے درخت کے پاس سے گزر ہوا جس کے پتے زرد ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے اس کی شاخ کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو اس کے سارے پتے جھڑ گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب ایک بندہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے یہی مسئلہ سمجھانے کے لیے صحابہؓ سے پوچھا بتاؤ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے سے نہر بہتی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اس میں نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ نے عرض کی کہ بالکل نہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے جو شخص دن میں پانچ نمازیں پڑھتا ہے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح نہر میں پانچ مرتبہ نہانے والا میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ حضور (ﷺ) مجھ سے گناہ ہو گیا ہے مجھے پاک کر دیجیے، آپ نے اپنا رخ مبارک دوسری طرف پھیر لیا، وہ اس طرف سے آ گیا، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اس شخص نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، نماز سے فراغت کے بعد وہ شخص پھر آپ کی خدمت میں وہی سوال لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا پڑھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے: اقم الصلوۃ طرفی النہار و زلفا من الیل ان الحسنات یذھبن السیئات" دن کے دونوں کناروں پر اور رات کی گھڑیوں میں نماز ادا کرو بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں" (الحجر) وہ شخص بولا: الی ھذا "کیا یہ آیت صرف میرے لیے ہے؟" تو نبی ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ میری ساری امت کے لیے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ذلک ذکری للذاکرین یہ نصیحت ہے تمام نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔ (الحجر)

نماز گناہ پروف عمل ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر نماز گناہوں اور بے حیائی سے روکتی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں اور گناہ بھی کرتے ہیں۔ دراصل ہم نماز تو پڑھتے ہیں مگر اس کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ دیکھیے اگر بغیر وضو کے نماز پڑھیں تو کیا قبول ہو جائے گی؟ یقیناً نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کپڑے پلید ہوں تو کیا قبول ہو جائے گی؟ نہیں۔ اگر خون ناپاک ہو، کپڑے مال حرام کے ہوں، کھانا پینا حرام کا ہو تو پھر نماز کیسے قبول ہوگی؟ حدیث میں ہے: ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب "اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو پسند کرتا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے تھکا ماندہ، گرد آلود حالت میں آئے حدیث کے الفاظ ہیں: ثم ذکر الرجل اشعث اغبر یمد یدیہ یا رب یارب و مطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام فانی یستجاب لذلک "ایک شخص دور دراز سے بکھرے بالوں کے ساتھ مٹی سے اٹا ہوا آئے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اللہ کو پکار پکار کر اور گڑگڑا کر دعائیں مانگے مگر اس کا کھانا حرام کا ہو، پینا حرام کا ہو، لباس حرام کا ہو، اس کے رگ و ریشے میں حرام رچ بس چکا ہو تو بتاؤ اللہ اس کی دعائیں کیسے قبول کرے گا؟" (صحیحین)

امت مسلمہ کی شناختی علامت

روز قیامت نمازیوں کے وضوء کے اعضاء چمکتے ہوں گے، گویا وضوء مومن کی شناختی علامت ہے جس سے نبی ﷺ اپنی امت کو پہچانیں گے لیکن جس نے نہ کبھی وضوء کیا نہ نماز پڑھی اسے آپ ﷺ کس طرح

مومن سمجھیں گے۔ محشر میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

فرمان رسول ﷺ ہے کہ ایمان اور کفر کے مابین فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے منافقین (اندر سے کافر اور ظاہری طور پر مومن) بھی نماز پڑھا کرتے تھے بلکہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے اور اداۓگی نماز میں منفرد نظر آنے کی غرض سے چال بازیاں بھی کیا کرتے تھے۔ مثلاً کام کے بہانے نماز کو مؤخر کر دینا اور پھر بھاگتے ہوئے مسجد کا رخ کرنا تاکہ مسلمان سمجھیں کہ اس بچارے کو نماز کی بڑی فکر ہے تبھی بھاگا جا رہا ہے۔

ایسے ریاکار مسلمانوں کی دھوکہ دہی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں: و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی" جب نماز کو آتے ہیں تو کاہلی اور سستی کے مارے ہوئے آتے ہیں" یراءون الناس و لا یذکرون اللہ الا قلیلا" لوگوں کو دکھلاوا مقصود ہوتا ہے، اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں" احادیث کے مطابق جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں، تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائیں گے کہ جاؤ اور دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال کر لے آؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ ملائکہ دریافت کریں گے کہ یا اللہ ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: ان کی پیشانی دوزخ کی آگ سے محفوظ ہوگی، اس کا کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ نماز نہیں چھوڑے گا۔

بے نماز کا انجام

حدیث میں ہے: بیشک نماز کی حفاظت نہ کرنے والا شخص روز قیامت قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ قارون، فرعون اور ہامان کے بارے میں تو سب جانتے ہیں کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے بڑے کافر تھے جنھیں اللہ نے پکڑ کر نشان عبرت بنا دیا، یہ ابی بن خلف کون تھا؟ یہ وہ بدنصیب شخص تھا جو نبی ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا، اور معلوم ہے کہ دو آدمیوں کی کبھی بھی بخشش نہیں ہوگی ایک وہ جس نے اللہ کے کسی نبی کو قتل کیا اور ایک وہ جو کسی نبی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا تھا کہ نماز کا حکم قرآن میں 700 مرتبہ آیا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو ایک مرتبہ نماز نہیں پڑھتا وہ 700 مرتبہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اسی لیے نماز نہ پڑھنا ناقابل معافی جرم ہے۔ قرآن میں ہے کہ روز قیامت مومن جنت میں باتیں کرتے کرتے اپنے ایک دوست کو یاد کر کے کہے گا انہ کان لی قرین "میرا ایک دوست ہوا کرتا تھا، اس سے پوچھا جائے گا کیا تو اسے دیکھنا چاہتا ہے، پھر پردہ اٹھایا جائے گا فراٰہ فی سواء الجحیم "وہ اسے جہنم کے درمیان میں پائے گا" حیران ہو کر اس سے پوچھے گا ما سلککم فی سقر "تمھیں کونسا جرم یہاں لے آیا" جواب ملے گا لم نک من المصلین "ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔"

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کو عبادت کی کیا ضرورت تھی جبکہ فرشتے اور دیگر بے شمار مخلوقات اس کی عبادت کر رہی ہیں؟ جواب یہ ہے وہ مخلوق تو عبادت کی پابند ہے انھیں تو گناہ کا راستہ معلوم ہی نہیں۔ مزہ تو تب ہے کہ سب کچھ اختیار ہونے کے باوجود بندہ، اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کمی نہ چھوڑے۔ ایک مثال کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں، کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں ایک بادشاہ نے اپنی بلی کو یوں سدھایا کہ رات کو جب لکھنے لگتا تو بلی حاضر ہو کر سر جھکا کر کھڑی ہو جاتی بادشاہ اس کے سر پر موم بتی رکھ لیتا اور کام کرتا۔

ایک دن بادشاہ نے اپنے ایک وزیر سے کہا کہ دیکھو یہ بلی میری کتنی فرمانبردار ہے کہ سر تو کیا، کان بھی نہیں ہلاتی، وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت اجازت ہو تو میں اس کا امتحان لے لوں بادشاہ نے اجازت دے دی۔ اگلے دن وزیر ایک تھیلے میں چوہا پکڑ کر لے آیا اور عین اس وقت جب بلی سر جھکائے جلتی ہوئی موم بتی اٹھائے کھڑی تھی، وزیر نے چوہے کا سر اس کے سامنے کیا، بلی کے منہ میں پانی بھر آیا مگر کھڑی رہی، اب وزیر نے چوہے کو آہستہ سے چھوڑ دیا، جونہی چوہا بھاگا بلی نے جھٹ چھلانگ

لگائی، بھاگ کر چوہے کو دبوچ لیا، موم بتی گر گئی اور کاغذات جل گئے۔ وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت مزہ تو تب تھا کہ اب بھی بلی آپ کی فرمانبرداری کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے نافرمانی کا موقع نہیں ملا تھا

برادران اسلام دیگر مخلوق کو تو صرف ایک ہی راہ دکھلائی گئی ہے اس لیے ان کی صرف یہی دنیا ہے جبکہ انسان اور جنات کو دونوں راستے دکھلائے گئے ہیں۔ مزہ تو تب ہے کہ موقع پا کر بھی ہم تقویٰ والی راہ اختیار کریں، دوزخ یا بہشت کا انتخاب اب ہمارے اوپر چھوڑ دیا گیا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کو اس قدر اعلیٰ وارفع مقام کیوں ملا؟ اس لیے کہ موقع ملنے کے باوجود وہ گناہ سے باز رہے۔

دروسِ نماز

(1) نماز بھائی چارہ اور اخوت کا درس دیتی ہے۔ یہ صرف رکوع وسجود کا نام نہیں بلکہ ایک نظام کا نام ہے جب تک اس نظام کو مکمل طور پر نہیں اپنائیں گے، نماز کا حق ادا نہیں ہوگا اور جب اس کا حق ادا نہیں ہوگا تو اثر کیا خاک دکھلائے گی؟ یہی وجہ ہے کہ آج لوگ نماز پڑھنے کے باوجود گناہوں سے نہیں بچتے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی، دیکھا کہ ایک شخص غائب ہے، اگلی نماز پہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد مجھے مل کر جانا، وہ حاضر خدمت ہوا، آپ ﷺ نے پوچھا تم نماز کے بعد فوراً کیوں غائب ہو جاتے ہو؟ وہ بولا ''حضور میرے گھر میں ایک ہی کپڑا ہے جو میں اب اوڑھ کر آیا ہوں اور میری بیوی اس وقت گھر کے کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی ہے، میں یہاں سے فارغ ہو کر گھر جاتا ہوں، اندر جا کر کونے میں بیٹھ جاتا ہوں اور کپڑا بیوی کی طرف پھینک دیتا ہوں وہ اسے اوڑھ کر نماز پڑھتی ہے یہ سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر فرمایا: اے اللہ تیری زمین پر ایسے لوگ بھی آباد ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے مال غنیمت آنے پر اس کی بھرپور مدد فرمائی۔

(2) آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا وہ شخص جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا مجھے دکھائی نہیں دیتا (کیوں پوچھا تھا؟ اس لیے کہ آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے) آپ کو بتایا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے، رات کو اسے ہم نے دفن کر دیا، رات کے وقت ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلو، پھر آپ نے وہاں جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔

معلوم ہوا کہ نماز جنازہ قبرستان میں جائز ہے۔ یاد رہے کہ نماز پنجگانہ قبرستان میں پڑھنی منع ہے کیونکہ اس میں رکوع وسجود بھی ہیں تاکہ کہیں یہود سے مشابہت نہ ہو جو قبروں کو سجدے کیا کرتے تھے۔

(3) نماز امیر، غریب، بادشاہ، غلام، کالے، گورے، طاقتور اور کمزور کا فرق مٹا دینے والی چیز ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

(4) نماز انسانیت کو اس کا مقام یاد کراتی ہے کہ اگر تجھ سے کوئی مرتبے میں بڑا ہے تو وہ ہے جو تمام کائنات کا خالق ہے اگر تو اس کے علاوہ کسی اور کے آگے جھکا تو تو نے اللہ کی وحدانیت کا انکار کیا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے نماز کو مشرک قرار دیتے ہوئے فرمایا: اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین ''نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو'' اب اگر انسان اپنے جیسے انسان کے آگے جھکا تو در حقیقت اس نے توحید باری تعالیٰ کا انکار کیا۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جو غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

(5) نماز وقت کی پابندی کا درس دیتی ہے۔ ایک امام کی اقتداء میں اس کے اشاروں پر نماز ادا کرنا مقام امامت کی وضاحت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ امام کی مخالفت (رکوع سجود میں اس سے پہل کرنا) منع ہی نہیں بلکہ اس پر وعید بھی ہے۔ طہارت کو نماز کی بنیاد قرار دے کر معاشرے کو ہر قسم کے ناسور کے خلاف سرگرم عمل ہونے کا سبق بھی دیا گیا ہے، جسم اپنا صاف، بیماریوں سے خود محفوظ اور نماز ایک مکمل جسمانی ورزش بھی ہے۔

سعودیہ وزارت عدل کی دعوت پر اسلامک شریعہ کونسل لندن کے وفد کا ڈاکٹر صہیب حسن کی زیر قیادت دورہ سعودی عرب

پروفیسر حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی (برطانیہ)

قسط نمبر 4

فجر کے وقت بحمد اللہ طواف کا موقع مل گیا۔ امام سعود الشریم نے سورہ السجدہ اور منافقون پڑھیں تو دل خوش ہوگیا کہ دنیا بھر کی تمام سلفی مساجد میں جمعہ کی صبح یہی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اہل حدیث کو دیگر سنتوں کی طرح اس سنت پر عمل کرنا بھی ماشاء اللہ بہت محبوب ہے۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ضلع شیخوپورہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں راقم الحروف نے جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ سورتیں نہ پڑھیں تو ایک عمر رسیدہ بزرگ کہنے لگے: "قاری جی سچ پوچھیں تو مزہ نہیں آیا" مجھے ان کی بات بہت اچھی لگی کہ سیدھے سادے دیہاتیوں کو بھی سنت پر عمل کرنے میں ہی لطف آتا ہے۔ میرا گذشتہ دس سال سے برطانیہ میں بحمد اللہ تینوں جہری نمازوں فجر، مغرب اور عشاء میں قرآن کریم کو البقرہ سے شروع کر کے والناس تک پڑھنے کا معمول ہے جس سے قرآن کریم بھی حفظ رہتا ہے اور اڑھائی ماہ میں قرآن کریم کی تکمیل بھی ہوجاتی ہے اور باجماعت نمازوں کا اہتمام بھی، اس لیے بعض دفعہ جمعہ کی فجر میں یہ سورتیں (السجدہ اور الدھر) نہیں پڑھ سکتا تو کوئی دوست دبے لفظوں میں شکوہ کر دیتے ہیں۔

امام حرم نبوی الشیخ الحذیفی میرے اساتذہ میں سے ہیں۔ ایک بار انھوں نے بھی ان سورتوں کے علاوہ کوئی اور سورتیں تلاوت کیں تو میں نے انھیں یاددہانی کرانے کی جسارت کی تھی، اس کے بعد حرم شریف میں جمعہ کی صبح فجر میں ان سورتوں کی قرأت ہی کا معمول ہے کیونکہ سعودی علماء تقلید نہیں قرآن وسنت کی تحقیق کے قائل وفاعل ہیں والحمد للہ۔ اشراق کے لیے ہم اپنے مستقر میں آگئے۔ اس کے بعد جمعہ سے پہلے میں اکیلا ہی جانب حرم چل پڑا تو گرمی کی شدت کا پہلی بار احساس ہوا۔ اگرچہ ہم برطانیہ کے رہائشی گرم موسم کو پسند کرتے ہیں بلکہ دھوپ سینکنے کو وٹامن D لینا کہتے ہیں لیکن گرمی گرمی ہوتی ہے اس سے انجوائے منٹ ذرا مشکل ہی ہوتا ہے۔

چونکہ رہائشیں اور گاڑیاں ائیرکنڈیشنڈ ہونے کی وجہ سے گرمی کا احساس بالکل ہی نہیں ہوتا لیکن حرم شریف میں تو سب محمود وایاز ایک ہوتے ہیں۔ حرم شریف میں رش پر کنٹرول کرنے کی غرض سے جمعہ کے دن تقریباً خطبہ سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ہی گراؤنڈ فلور پر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی لیکن میں تو ہمیشہ طواف بیت اللہ کے سائے میں بہت قریب ہوکر کرنے کا قائل وفاعل ہوں کیونکہ اس قربت کا اپنا ہی لطف ہے اور ساتھ طواف بھی جلد ہوجاتا ہے، میں نے سوچا کہ رہائش گاہ واپس جاؤں اور گرمی وغیرہ کا اہتمام کر کے آؤں، اپنے مستقر میں جب واپسی کے لیے نکلا تو مولانا خرم بشیر بھی ساتھ ہو لیے۔ حرم شریف کے گراؤنڈ فلور میں اندر نہ جانے دیا جا رہا تھا۔ خرم صاحب نے کہا قصر الملکی کا حوالہ دے کر دیکھتے ہیں ہم نے دربانوں کو بتایا کہ ہم شاہی مہمان ہیں تو انھوں نے ہمیں اندر جانے دیا۔ یوں ہم نے بڑی تسلی کے ساتھ خطبہ جمعہ شروع ہونے سے پہلے پہلے طواف مکمل کرلیا۔

نماز جمعہ ختم ہوئی تو اپنے مستقر میں واپس آگیا۔ استقبالیہ میں دو بزرگ علماء سے ہمارے یمنی دوست خالد علی مل رہے تھے۔ پتہ چلا کہ ایک کا نام الشیخ عبداللہ المنیع ہے۔ یہ بزرگ ہیئۃ کبار العلماء کے رکن تھے اور دوسرے نوجوان امام حرم کی فضیلۃ الشیخ سعود الشریم تھے ابھی ابھی حرم میں جن کا خطبہ سن کر آرہے تھے۔ اتنے بڑے اہل علم وتقویٰ سے مل کر بہت خوشی کا احساس ہوا۔ ان سے سلام ودعا ہوئی اور اپنے کمرے میں آگیا

مدینہ طیبہ روانگی

ہمیں بتلا دیا گیا تھا کہ جمعہ کے فوری بعد تین بجے ہمارا قافلہ مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوجائے گا گیارہ بجے ایک کوچ قصر الملکی میں

داخل ہوئی تھی، میں سمجھا تھا کہ شاید کوئی اور مہمان تشریف لائے ہوں گے لیکن یہ کوچ تو ہمیں مدینہ طیبہ لے جانے آئی تھی۔ ہم سب نے سامان وغیرہ پیک کیا، کھانا شیخ صہیب صاحب ہی کے کمرے میں منگوا لیا تھا اس سے فراغت کے بعد پورے تین بجے ہم نیچے لابی میں آ گئے تھے، کوچ تیار تھی تین پانچ پر روانہ ہوگئی۔ پوری کوچ میں صرف ہم دس گیارہ بندے تھے۔ میں نے لیپ ٹاپ کھولنے کا ارادہ کیا تو شیخ الاستاذ صہیب صاحب نے کہا ہماری رفاقت ومصاحبت اچھی ہے یا کمپیوٹر کی؟ میں نے عرض کیا حضرت آپ کی رفاقت بہتر ہے۔ اسی رفاقت کی امید سے جی رہے ہیں وحسن اولئك رفيقا اور میں نے لیپ ٹاپ پہلے کی طرح لپیٹ دیا۔

راستے میں سب نے بڑے علمی لطیفے سنائے، خاص کر استاذ صہیب صاحب کی باتیں بڑی علمی اور پر مزاح رہیں۔ مولانا ابوسعید اور ڈاکٹر خرم بشیر کے مابین اس موضوع پر بات ہوتی رہی کہ برصغیر پاک وہند میں کون کونسی جماعتیں توحید وسنت اور راہ حق کی علمبردار ہیں جن کے عقیدے میں کوئی جھول نہیں ہے۔ الحمد للہ جماعت اہل حدیث کا نام سب سے اول ہے جو طائفہ منصورہ کی اتھارٹی ہے۔ مولانا ابوسعید صاحب یہاں تک تو متفق ہو گئے لیکن اس سے آگے کچھ مسئلہ نکالا جا رہا تھا۔ اڑھائی تین گھنٹے کے بعد ہماری کوچ نماز عصر کے لیے رکی۔ نماز عصر مسجد میں باجماعت ادا کی گئی۔ وہاں ہم نے کئی رنگوں میں شہد فروخت ہوتے دیکھا تو بڑا تعجب ہوا اور يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه کی عملی تفسیر یہاں نظر آئی۔ نماز عصر سے فراغت کے بعد روانہ ہوئے تو شام ساڑھے آٹھ بجے ہم مدینہ پاک پہنچ گئے۔ مدینہ منورہ کی فضا میں داخلے کے وقت کیفیت بڑی عجیب ہو جاتی ہے۔ ہم نے پانچ سال اس فضائے محرمانہ میں گزارے تھے۔ صبح صبح اٹھ کر جب حرم اقدس پر نظر پڑتی تھی تو یہ الفاظ زبان سے بلا تامل ادا ہو جاتے تھے: اٹھو سونے والو..... طیبہ میں بہار آئی ہے۔

وہ سب باتیں ایک ایک کر کے یاد آ رہی تھیں اور شہر رسول دیکھنے کے شوق کو مہمیز مل رہی تھی کہ کب یہ دوریاں ختم ہوں اور کب ہم ارض مقدسہ میں داخل ہوں۔ خود رسول اللہ ﷺ جب مدینہ کی فضاؤں میں پہنچتے تھے تو اپنی سواری کو تیز کر لیتے اور پڑھتے ائبون تائبون لربنا حامدون مانسہرہ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست جو اب مرحوم ہو چکے ہیں۔ انھیں ایک بار میں اپنی گاڑی میں مدینہ طیبہ لے کر آیا تو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ شہر نبی میں داخلے کے وقت ان پر کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی جہاں امام مدینہ سیدنا امام مالکؒ بھی ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہمارا قیام ہوٹل موفنپک میں تھا۔

مسجد قبا، قرآن کمپلیکس اور حرم کے توسیعی پروگرام کا تعارف

مسجد قبا اور اہل قبا کتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کی طہارت کی گواہی حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں ثبت فرما دی فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المتطهرين ہمارے زمانے میں ایک ستون پر یہ آیت کندہ تھی اور لکھا تھا کہ اس مقام پر یہ آیت نازل ہوئی تھی لیکن اب وہ تحریر نظر نہیں آتی۔ آدھ گھنٹہ بعد وہاں سے روانہ ہوئے تو چیزیں بیچنے والی بچیاں پیچھے پڑ گئیں کہ ہم سے تسبیحات خریدو۔ ایک سے سیٹ لیا تو سبھی چلانے لگ گئیں۔ گارڈ نے آ کر انھیں بھگایا بڑا ترس بھی آیا اور مسلمانوں کی پتلی حالت دیکھ کر بہت دل بھی دکھا۔ اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ان مراحل سے بچا لیا۔ الحمد لله الذى عافانا مما ابتلاك به وفضلنا على كثير ممن خلقت تفضيلا پھر وہاں سے ہمیں مجمع المصاحف لے جایا گیا جہاں قرآن کریم کی طباعت کے مختلف مراحل سے روشناس کرایا گیا۔ مجمع المصاحف ملک فہد مرحوم کی وہ باقیات الصالحات میں سے ہے۔

ساری دنیا میں اتنے خوبصورت اتنے صحیح اور مصفیٰ قرآن کریم بلا قیمت پہنچ رہے ہیں کہ آج سے تیس برس پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی پاکستانی قرآن رکھے جاتے تھے۔ ان دنوں ہم مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے جب اس کمپلیکس کا افتتاح ہوا تھا۔ ہمارے استاذ الشیخ علی بن عبدالرحمن الحذیفی اور دیگر اساتذہ کرام اس کی کمیٹی میں شامل تھے، گھنٹہ بھر کی محفل کے بعد رخصت ہوتے وقت منتظمین

نے حسب خواہش ہمیں قرآن کریم اردو انگریزی تراجم وتفاسیر، مختلف قراء سبعہ مثلاً امام قالون اور ورش رحمہم اللہ کی قراءت والے بڑی تقطیع والے قرآن کریم ہدیہ کیے۔

ظہر سے پہلے ہم حرم شریف پہنچ گئے جہاں ہمیں مسجد نبوی کے تہہ خانے کے آفس لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر فائض نے آثار مسجد نبوی اور اس کی تعمیر کے مختلف مراحل پر لیکچر دیا۔ لیکچر بہت شاندار تھا جس میں توحید خالص کو بڑے موثر اور بلیغ انداز میں بیان کیا۔ ان کا شاید خیال تھا کہ ہم بھی وہ ہیں۔ قبر نبویؐ کے بارے لوگوں نے بڑی افواہیں پھیلا رکھی ہیں کہ سعودی حکومت روضہ مبارکہ کو یہاں سے شفٹ کرنا چاہتی ہے حالانکہ اس بارے سوچا بھی نہیں جاسکتا۔

مغربی میڈیا میں اس موضوع پر بلا تحقیق کچھ مضامین بھی شائع کیے گئے اس طرح ڈاکٹر فائض نے انٹرنیٹ پر کئی بھی سنوری قبور کو قبر نبوی کی حیثیت سے پیش کیا گیا بھی دکھایا کہ دیکھو کتنا جھوٹ ہے۔ قبر رسول ﷺ کی کوئی شکل تیرہ سو سال سے منظر عام پر نہیں آئی اس کا ایک سبب تو رسول اللہ ﷺ کی دعا تھی کہ اے اللہ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بننے دینا اور دوسری وجہ کہ نبی ﷺ کی تدفین عام قبرستان میں نہیں بلکہ ام المومنین کے گھر میں ہوئی تھی اور ام المومنین سیدہ عائشہ کے حجرہ مبارکہ کو ان کی وفات کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں پتھروں کی دیوار بنا کر چھپا دیا گیا تھا اور آج تک چھپا ہوا ہے۔ اس لیے یہ مروجہ تصاویر بالکل جعلی ہیں۔ ظہر کی اذان ہونے والی تھی، ہمارے وفد کو مسجد نبوی کے خاص حصے میں خصوصی اہتمام کے ساتھ لے جایا گیا وہاں ہمارے وفد نے نماز ظہر باجماعت ادا کی، وہیں سلام بھی پڑھایا گیا پھر ہمیں روضۃ من ریاض الجنۃ لے جایا گیا روضہ مبارک سے اتنا قرب پہلے کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔ اپنے گناہگار ہونے کا شدید احساس ہوا کہ

کہاں میں اور کہاں نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

دور طالبعلمی میں میرا قیام حی الاحد میں تھا۔ اس دور میں ایک ہمارا پڑوسی اور حج کا دوست عبدالرحمن سالم تھا جو وزارت عدل میں ملازم تھا ہماری اس سے بڑی بے تکلفی تھی۔ جب بھی زیارت مدینہ کے لیے جاتا ہوں خواہ چند ساعات کیلئے موقع ملے جاتا ضرور ہوں۔ سالم کی اس زمانے میں شادی ہوئی تھی ان کی اہلیہ ہماری بہن بنی ہوئی تھیں۔ بہن کا نام مجھے یاد رہ جاتا تھا اور عبدالرحمن کا اگلا نام بھول جاتا کیونکہ وہاں کئی عبدالرحمن تھے۔ یوں بھی پانچ سال بعد ملنے کا موقع ملنے والا تھا اس لیے انسان ہونے کے ناطے کئی ساتھی لاحقے بھول ہی جاتا ہے۔ اب سارا دن مختلف نمبروں پر کوشش کرتا رہا لیکن بات نہ بنی پھر اسی محلے کے ایک دوست سے فون پر بات ہوئی اور جھجکتے بہن کا نام بتایا کہ ان کے خاوند عبدالرحمن ہیں تو اس نے کہا: حافظ میں سمجھ گیا ہوں تب کہیں جا کر ان سے ملاقات ہوئی۔

شیخ عوض مدینہ سے باہر تھے۔ شیخ عواد بلال عوفی سابق استاذ جامعہ سے بھی بات ہوئی اور ملنے کا کوئی پروگرام نہیں بن رہا تھا کیونکہ ہم صرف ایک دن کے لیے مدینہ منورہ آئے تھے۔ بہت قدیمی دوست حاجی محمد ابراہیم سے فون پر بات ہوئی انھوں نے اپنے دوسرے بیٹے کی وفات کا بتایا تو بہت صدمہ ہوا، عبدالرحمن سالم سے مغرب کے وقت حرم میں ملاقات طے ہوئی وہ بڑے تپاک سے ملے۔ وہ چونکہ محکمہ عدل ہی میں ملازم ہیں ان کے ایک کزن بھی، کل رات عبدالرحمن سالم کو انھوں نے ایک برطانوی علماء کے وفد کی بابت بتایا وہ بھی ہمارے پروٹوکول عملے میں شامل تھا۔ سالم کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ اس وفد میں ضرور شامل ہوں گے پھر انھوں نے اس نوجوان کو بھی مسجد نبوی ہی میں بلا لیا یوں اس کے ساتھ بھی ملاقات ہو گئی، اس نے بتایا میں وزارۃ العدل کی جانب سے عجوہ کھجوروں کا تحفہ لانے کا مکلف کیا گیا تھا اور وہ میں لایا ہوں۔ وہ تمام اراکین وفد کو دی جائیں گی۔ لکڑی کے خوبصورت بکسوں بند یہ عجوہ کھجوریں شاہی تحفہ تھا۔ اخی عبدالرحمن سالم نے بتایا کہ آپ کی بہن بھی ساتھ نماز پڑھنے آئی ہے۔ اس کا نمبر بھی دیا کہ آئندہ آنے سے پہلے اس نمبر پر میسج کر دیا کریں۔ نماز عشاء کے بعد یہ عبدالرحمن سے رخصت واپسی لی۔

□□□

کاروانِ علم وادب

عبدالرشید عراقی قسط نمبر 2

مولانا محمد اکرم جمیل

مولانا محمد اکرم جمیل شہید اسلام مولانا علامہ حبیب الرحمن یزدانی" کے بہنوئی ہیں۔ سن ولادت 1943ء ہے، عصری تعلیم میٹرک ہے، دینی تعلیم مختلف مدارس سے حاصل کی اور سند فراغت جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں مولانا محمد صادق خلیل، حافظ عبدالسلام بڈھیمالوی، مولانا شریف اللہ، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات مدراسی اور حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد شعبہ تدریس سے منسلک ہوئے۔ آج کل آپ جامعہ علوم اثریہ جہلم میں صدر مدرس کے منصب پر فائز ہیں اور جامع صحیح البخاری کا درس دیتے ہیں، تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ ان کی غالباً دو کتابیں بک کارنر جہلم نے شائع کی ہیں جب بھی ان سے ملاقات ہوتی ہے تو بڑے اچھے اخلاق سے ملتے ہیں اور مہمان نواز بھی ہیں اللہ تعالیٰ انھیں خوش وخرم رکھے۔ آمین

مولانا محمد الیاس اثری

آپ 1947ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نامور عالم دین و مدرس اور مفسر قرآن بھی ہیں۔ دینی تعلیم میں ان کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی اور حضرت العلام حافظ محدث گوندلوی" کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ فراغت تعلیم کے بعد جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ میں 14 سال تک تدریس فرمائی۔ اب نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ میں اپنا ایک علیحدہ مدرسہ بنایا ہے جس میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔

تفسیر قرآن میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے "مصباح القرآن" کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے جو اس وقت کمپوزنگ کے مراحل میں ہے۔ اس کے علاوہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان مرحوم کی کتاب "آیات الاحکام" (عربی) کا اردو میں ترجمہ کر کے شائع کی ہے۔ اخلاق و عادات کے اعتبار سے بڑے ملنسار، خوش گفتار و خوش اخلاق اور تقویٰ و طہارت کا پیکر ہیں۔ جب بھی ملاقات ہوتی ہے تو بڑی خوش اخلاقی اور مودت سے ملتے ہیں اور بڑے وضع دار انسان ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

مولانا عمر فاروق سعیدی

مولانا عمر فاروق سعیدی 1951ء میں پیدا ہوئے۔ آپ بہت بڑے مصنف، قابل مدرس، عربی زبان کے نامور ادیب اور عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے میں مہارت تامہ رکھنے والے عالم دین ہیں، آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا عبدالعزیز سعیدی تھا جو ایک نامور عالم دین، عابد وزاہد اور صاحب تدریس تھے۔

مولانا عمر فاروق سعیدی نے دینی تعلیم کی تحصیل دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ، دارالحدیث رحمانیہ کراچی، جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد تدریس سے منسلک ہوئے تو پہلے کچھ مدت جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریس فرمائی اور پھر جامعہ ابوبکر الاسلامیہ کراچی چلے گئے۔ وہاں 18 سال تک مسند تدریس پر فائز رہے۔ مولانا عمر فاروق سعیدی کی عصری تعلیم فاضل عربی اور ایف اے ہے۔ تصنیف وتالیف کا عمدہ شوق ہے۔ عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے کا انھیں خاص ملکہ حاصل ہے۔ اب تک درج ذیل عربی کتابیں ان کے ترجمہ سے شائع ہو چکی ہیں۔

(1) سنن ابی داود (ترجمہ وفوائد) مطبوعہ دارالسلام (2) جائز و ناجائز تبرک (ترجمہ) التبرک المشروع وغیر المشروع (مطبوع) (3) علوم الحدیث (ترجمہ) علوم الحدیث شیخ محمد علی قطب (مطبوع) (4) تیسیر مصطلح الحدیث (ترجمہ) تیسیر مصطلح الحدیث از علامہ محمود الطحان (مطبوع) (5) فضائل واعمال (ترجمہ) کفایۃ العبد وتحفۃ الزہد حافظ عبدالعظیم منذری (6) ترجمہ الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ از مولانا سید نواب

صدیق حسن خان وغیرہ۔

ان کی اور بھی کئی کتابیں ہیں جن کا ترجمہ مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب نے کیا ہے اور وہ کتابیں مطبوع ہیں۔ مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب بڑے محقق اور مطالعہ کے شوقین عالم دین ہیں، بڑے شریف النفس وضع دار اور محبت کرنے والے انسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے۔ آمین

مولانا حافظ عبدالستار الحماد

حافظ صاحب کی پیدائش 1952ء میں ہوئی۔ آپ جماعت اہل حدیث کے جید عالم دین، مدرس، واعظ، مقرر، دانشور، مؤرخ و محقق، مصنف اور مفتی ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ فتویٰ نویسی میں ان کو اللہ کے فضل و کرم سے یدطولیٰ حاصل ہے۔ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور میں ہر ہفتہ باقاعدگی سے ان کے فتاویٰ شائع ہوتے ہیں۔ فتاویٰ بڑی تفصیل سے قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و اقوال تابعین وائمہ عظام کی روشنی میں دیتے ہیں۔

حافظ عبدالستار الحماد نے علوم اسلامیہ کی تکمیل مختلف اہلحدیث علمائے عظام سے کی، بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور سند حاصل کی۔ مدینہ منورہ سے واپس آنے کے بعد حافظ صاحب کو سعودی حکومت کی طرف سے مبعوث کی حیثیت سے جامعہ اسلامیہ (بند روڈ لاہور) میں ان کی تقرری عمل آئی۔ کچھ عرصہ بعد حافظ صاحب کا تبادلہ مدرسہ انور طاہر والی ضلع رحیم یار خاں کر دیا گیا۔ (یہ مدرسہ دیوبندی مکتبہ فکر کا تھا) اس مدرسہ میں کچھ مدت کے بعد حافظ عبدالستار الحماد کا تبادلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں کر دیا گیا۔

اس مدرسہ میں آپ نے صرف 6 ماہ گزارے، پھر حافظ صاحب کا تقرر گورنمنٹ ہائی سکول میاں چنوں میں کر دیا گیا۔ میاں چنوں میں وہ پانچ سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ میاں چنوں کے قیام میں حافظ عبدالستار الحماد نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی سے ایم اے عربی کے امتحانات امتیازی نمبروں میں پاس کیے۔

12 جون 1988ء کو حافظ صاحب کا تبادلہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ہو گیا۔ جامعہ سلفیہ میں ان کا قیام پانچ سال تک رہا اور یہ پانچ سال کا عرصہ بڑے اچھے ماحول میں گزارا، وہاں حافظ صاحب بہت خوش تھے، ذہنی ہم آہنگی، مسلکی یکجہتی اور فکری موافقت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا۔ جامعہ سلفیہ سے ان کا تبادلہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں کر دیا گیا۔ اس مدرسہ میں صرف ایک سال رہے۔ یہاں ان کو جامع الترمذی، عقیدہ طحاویہ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حجۃ اللہ البالغۃ کی تدریس کا موقع ملا۔ حافظ صاحب نے چیچہ وطنی اور ملتان کے اہلحدیث مدارس میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

حافظ صاحب نے 1988ء تا 1992ء جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں درس و تدریس میں گزارے۔ اس مدت قیام میں حافظ صاحب نے جہاد افغانستان میں بھی حصہ لیا۔ 1999ء میں جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت کی طرف سے انھیں دعوت نامہ ملا کہ کویت تشریف لائیں اور اصلاح معاشرہ کے عنوان سے عوام و خواص کے اجتماع سے خطاب کریں۔ چنانچہ حافظ صاحب کویت تشریف لے گئے، ایک ماہ قیام رہا اور آپ نے مختلف مساجد میں تقاریر کیں۔

حافظ صاحب تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی چھوٹی بڑی 16 کے قریب کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ حافظ عبدالستار الحماد کا عظیم علمی کارنامہ مختصر صحیح بخاری از علامہ زبیدی کا ترجمہ اور شرح ہے۔ علاوہ ازیں حافظ صاحب نے علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز کے 18 رسائل کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور یہ تمام رسائل سعودی عرب میں چھپے اور اردو دان حضرات میں تقسیم ہوئے۔ حافظ صاحب ماشاءاللہ باہمت اور مستعد عالم دین ہیں ان کا دن رات کا مشغلہ قرآن و حدیث کی تدریس اور اسلامی موضوعات پر تصنیف و تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں خوش و خرم رکھے اور ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

☐☐☐

شانِ صحابہ و اہل بیت سیمینار

وقار عظیم بھٹی

وطن عزیز جسے نفاذ اسلام کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا نہ جانے کس مذموم مغربی ایجنڈے کی تکمیل کیلئے اسلام کی آڑ میں صحابہ کرام ؓ جنہیں دنیاوی زندگی میں ہی جنتی قرار دیا گیا تھا کی عزت و رفعت کو داغ دار کرنے کے لیے زبانیں زہر آلود انگارے اُگل رہی ہیں اور مسلکی تشخص کو بڑھانے کے لیے زبردستی اپنی بات کو منوانے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے یعنی اپنے مسلکی سکے کو رائج کرنے کے لیے ہر جائز و ناجائز ذرائع بروئے کار لائے جارہے ہیں یوں سمجھیں کہ ملک کو بدامنی اور اختلاف و انتشار کی دلدل میں پھنسایا جارہا ہے۔

ایسے حالات میں تمام مذہبی قائدین کو چاہیے کہ انما المومنون اخوۃ کے تحت ملک میں امن و سکون کی فضا ہموار کرنے اور مذہبی تعصب کی پٹی اُتار کر شریعت محمدی کے تمام ارکان کو بلا تفریق تسلیم کرنے اور ان عمل پیرا ہونے کا عزم کریں اور اسلام کے خلاف آواز اٹھانے والوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی مانند ہو کر ان کو منہ توڑ جواب دیں یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اگر اس فکر (جس کا مقصد صحابہ کی شان میں توہین کرنا ہے) کا تدارک نہ کیا گیا تو یہ دن دور نہیں کہ آہستہ آہستہ ہمارے لیے اپنا عقیدہ مسلک بیان کرنا بھی مشکل ہو جائے۔

اسی لیے جماعت اہلحدیث ضلع لاہور نے 16 نومبر 22 محرم الحرام بعد از نماز ظہر شان صحابہ و اہل بیت سیمینار منعقد کر کے عظمت صحابہ کو حقیقت کے آئینے میں پیش کرنے کے لیے تمام مسالک کے معزز علمائے کرام کو مدعو کیا تو تمام قائدین نے بلا تفریق تمام صحابہ کی عظمت و سربلندی اور ان کی شان کو بہت خوب صورت پیرائے میں بیان کرتے ہوئے ہوئے اُمت مسلمہ کو یہ پیغام دیا ہے کہ صرف اہل بیت کو ہی مومن اور قابل احترام سمجھنے والو عزت و سرفرازی اور بلند مقام کا سبب رشتہ داری نہیں بلکہ اطاعت و فرمانبرداری ہے جس کی مثال تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی سے عیاں ہے جیسا کہ ابولہب جو کہ نبی رحمت ﷺ کا حقیقی چچا تھا ایمان نہ لانے کی وجہ سے واصل جہنم ٹھہرا اور ایک طرف سیدنا بلال حبشیؓ جو کہ ایک غلام تھے اطاعت و فرمانبرداری کی بناء پر انھیں یہ مقام ملا کہ وہ چلتے زمین پر تھے مگر ان کے قدموں کی آہٹ آسمان پر سنائی دیتی تھی۔

سیمینار کی صدارت امیر جماعت اہلحدیث پاکستان شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے کی۔ انھوں نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ تمام جماعتیں صبر و استقامت سے کام لیں تفرقہ بازی اور شدت پسندی سے اجتناب کریں اور رحماء بینھم کے تحت دین اسلام کی تبلیغ کریں کیونکہ اسلام دشمن طاقتیں ہمیشہ سے ہی مذہبی رواداری میں شدت پسندی کا زہر گھولتی آرہی ہیں۔ اس لیے علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ بات کرتے وقت ہوش سے کام لیں بغیر علم اور مطالعے کے کسی پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں۔ مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری ہر وقت یہی خواہش ہے کہ وطن عزیز امن و استحکام کا گہوارہ بن جائے اس لیے تمام اہل علم کو مل بیٹھ کر اس کا حل تلاش کرنا چاہیے مگر اہلحدیث حضرات کو صحابہؓ کی عزت و ناموس پر مصلحت کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

علامہ زبیر احمد ظہیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اہلحدیثوں میں بھی وہ جذبہ نہیں رہا جو حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے دور میں تھا۔ اہلحدیث چونکہ حقیقی طور پر اپنے آپ کو العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق ٹھہراتے ہیں تو انھیں بھی اپنے اسلاف کی طرح ببانگ دہل بغیر کسی مصلحت کے عظمت صحابہ کا تذکرہ کرنا چاہیے۔

مولانا عبدالخبیر آزاد خطیب بادشاہی مسجد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت ہو یا فضائل صحابہ و اہل بیت کی شان اور منقبت کی بات ہو ہر میدان میں باطل کے خلاف سینہ سپر ہونا حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحبان کے اسلاف اور ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ یقیناً جو صحابہ کا دفاع کرتا ہے اللہ اسے دنیا و آخرت میں عزت دیتا ہے اور جو صحابہ کا حیاء نہیں کرتا وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔

مولانا امجد خان مرکزی رہنما جمعیت علمائے اسلام (ف)

پاکستان نے اپنے شاندار خطاب میں کہا کہ وہ صحابہ کرامؓ جن کے بارے میں اللہ نے رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کا اعلان کر رکھا ہو نام نہاد لوگ صرف حسینیت کا دم بھرنے والے ان پر تبرا بازی سے اجتناب کریں کیونکہ صحابہ معیار ایمان ہیں ان سے حسد وبغض رکھنے والا مومن نہیں ہوسکتا۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی مرکزی رہنما جمعیت علمائے اسلام (س) پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیعہ ذاکر جس طرح آج جھوٹے اور بے بنیاد واقعات بیان کرکے لوگوں کو راہ حق سے دور کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں علمائے کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ تحقیق کرکے لوگوں کو تعلیمات نبوی سے روشناس کریں۔ سردار محمد خان لغاری مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام نے اپنے خطاب میں کہا کہ اپنے ہی منہ پر طمانچے مارنے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر حسین بادشاہ کے نعرے لگانے والے یاد رکھیں کہ سیرت صحابہ و صحابیات کے بغیر نبوت ورسالت کا پیغام بھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی صحابہؓ پر طعن وتشنیع کرتا ہے وہ صحابہ پر نہیں بلکہ نبی ﷺ کی توہین کرتا ہے اور جو نبی کی توہین کا مرتکب ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ شکیل الرحمن ناصر جنرل سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا حسینؓ میدان کربلا میں مال ودولت یا حصول اقتدار کے لیے نہیں بلکہ توحید وسنت کے پرچار کے لیے گئے تھے۔ اگر حکمران وقت ملک میں امن چاہتے ہیں تو انہیں خلافت فاروقی کے نظام کو نافذ کرنا ہوگا۔

امیر جماعت اہلحدیث پنجاب حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام صحابہؓ اللہ کے انتہائی برگزیدہ بندے ہیں اور انبیاء کے بعد سب سے افضل مقام صحابہ کا ہے جو صحابہؓ عدل وانصاف ان کے افعال وکردار پر شک کرتے ہیں ہم انہیں مسلمان نہیں مانتے۔ مولانا سلیمان شاکر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ وہ نفوس قدسیات ہیں جن کے مقام ومرتبے کو غیر مسلم بھی ماننے پر مجبور ہیں۔ ان پر طعن وتشنیع کرنا نفاق کی علامت ہے۔ مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور نے کہا صحابہ کرامؓ کے متعلق غیظ وغضب رکھنا کفار کا شیوہ ہے اور تمام صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں جو کوئی ان کی طرف منہ کرکے تھوکنے کی کوشش کرے گا وہ بدبخت اپنا ہی منہ گندا کرے گا۔ یہ ایک مثالی سیمینار، اذان مغرب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں ہم جماعت اہلحدیث ضلع لاہور اور اس کے ذمہ داران کو اس عظیم الشان سیمینار کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ دین حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

دعائے صحت

قاری عبدالستار سلفی صاحب آف چھانگا مانگا کے بھائی عبدالغفار (ٹیسکو) کو گذشتہ دنوں ہارٹ اٹیک ہوا ہے جو کہ صاحب فراش ہیں۔ تمام قارئین کرام تہہ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔ آمین (رابطہ نمبر 0300-8855230)

بقیہ اداریہ

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ہر انتخاب کے بعد شکست خوردہ عناصر کی طرف سے دھاندلی کے الزامات لگائے جاتے ہیں اور ہمیشہ الزامات انفرادی طور پر لگتے ہیں یعنی مخالف امیدوار نے میرے پولنگ ایجنٹوں کو خوف وہراس کے ذریعے پولنگ سٹیشن سے نکال دیا۔ جعلی ووٹ بھگتائے، عملے کو خرید لیا یا ڈرا یا دھمکا کر ان سے بوگس ووٹ ڈلوائے لیکن جب متناسب نمائندگی کے ذریعے انتخابی مہم چلائی جائے گی تو یہ شکایات خود بخود ختم ہوجائیں گی۔

ادھر سیاسی جماعتوں کو اسمبلیوں میں بھیجنے کے لیے اپنی جماعت میں اچھے سے اچھے آدمی مل جائیں گے۔ اب امیدواروں کے انتخاب میں ہر سیاسی جماعت امیدواروں سے بلیک میل ہوجاتی ہے۔ مثلاً ایک سیٹ پر ایک بدنام زمانہ آدمی پارٹی سے ٹکٹ مانگتا ہے اور پارٹی کو معلوم ہے کہ اس حلقے میں اس کی برادری کے بہت لوگ ہیں یہ شخص بدمعاشی کے ذریعے مخالف امیدوار کو ہراساں کرکے اسے انتخابی مہم نہیں چلانے دے گا یا خوف کے مارے اس کے سامنے کوئی امیدوار نہیں آئے گا تو پارٹی اس کو ٹکٹ دینے پر مجبور ہوگی جبکہ متناسب نمائندگی میں ایسا ناممکن ہے۔ میرا ملک کی تمام دینی جماعتوں کو مشورہ ہے کہ متحد ہوکر حکومت سے مطالبہ کریں ملک میں متناسب نمائندگی کے طریقہ انتخاب کو اختیار کیا جائے اور اس کے مطابق قانون میں ترمیم کریں یوں دین دار لوگ بھی اسمبلیوں میں پہنچ کر ملک کے دستور کو اسلامی بنانے کے عمل کا آغاز کرسکتے ہیں۔

جماعتی خبریں

حافظ عبدالوہاب روپڑی کا دورہ حجرہ شاہ مقیم

7 نومبر کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک مناظر اسلام مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے جامع مسجد قباء اہلحدیث حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑا) میں ارشاد فرمایا، جہاں جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ کے قائدین میاں محمد ظفر خان وٹو، قاری خبیب حسن بھٹی، مولانا عبداللطیف ربانی، مولانا اسلم صادق، قاری عتیق اظہر، شہادت اللہ وٹو اور حجرہ شاہ مقیم کے امیر قاری محمد حسین، حافظ محمد اسرار الحق، قاری محمد اکرم عابد و دیگر نے بھرپور طریقے سے شاندار استقبال کیا۔

محترم حافظ صاحب نے عظمت اہل بیت اور فضائل صحابہؓ کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا یہ نفوس قدسیات آپس میں لازم وملزوم ہیں ان میں سے کسی ایک کی نفی جائز نہیں بلکہ ان دونوں سے یکساں محبت کرنا اہل ایمان کی نشانی ہے اور ان میں سے کسی ایک کی توہین کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ محترم حافظ صاحب کا چونکہ انداز بیاں سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ جیسا ہے اس لیے اہلحدیث مکتبہ فکر کے لوگ ان کے خطاب کو ذوق وشوق سے سنتے ہیں۔ خطبہ جمعہ کے بعد حافظ صاحب نے احباب جماعت سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تمام احباب دلجمعی کے ساتھ محنت وجانفشانی سے جماعتی امور کو سرانجام دیں۔

بعد ازاں جامع مسجد قباء اہلحدیث کے متولی اور جماعت اہلحدیث کے بزرگ حاجی محمد علی گجانہ نے اپنے گھر میں پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا، کھانے کے بعد حافظ صاحب کے اُستاذ محترم مولانا رفیق سلفی صاحب مدرس جامعہ محمدیہ اہلحدیث جی ٹی روڈ گوجرانوالہ نے جماعت کی کامیابی اور اہل خانہ کی سلامتی کے لیے دعائے خیر فرمائی پھر پرخلوص محبت وعقیدت سے حافظ صاحب کو لاہور روانہ کیا گیا۔

(منجانب: قاری عتیق اظہر نئی آبادی راجووال (اوکاڑا)
(0300-6970170

مولانا عبدالحمید سلفی کو صدمہ

مولانا عبدالحمید سلفی امیر جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے کے بڑے بھائی مولانا عبدالغفور کا جواں سالہ بیٹا قضائے الٰہی سے انتقال کر گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انتہائی نیک اور صالح انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علمائے کرام اور احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تمام قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

(شریک غم: جماعت اہلحدیث مریدکے)

دعائے مغفرت

مورخہ 4 نومبر بروز منگل کو ماسٹر محمد اسحاق بن محمد صدیق اشرف جو کہ عرصہ دراز سے دار الحدیث راجووال میں فجر کی اذان کہتے چلے آرہے تھے وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان سے پہلے ان کے والد محترم بھی نماز فجر کے مؤذن تھے۔ مرحوم خوش اخلاق، مہمان نواز اور ہر انسان سے خندہ پیشانی سے ملنے والے اور رفاہی کاموں میں دلچسپی رکھنے والے متحرک انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی سیئات سے درگزر فرما کر حسنات کو شرف قبولیت بخشے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(دعا گو: مولانا عنایت اللہ امین مدرس دار الحدیث راجووال)

ضروری اعلان

تمام جماعتی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ محمد شہباز شاکر سابقہ ناظم مرکز ابن الخطاب الاسلامی وجامعہ فاطمۃ الزہراءؓ کو بعض ناگزیر وجوہات کی بناپر جامعات کی نظامت سے الگ کرتے ہوئے ان کے متعلقہ تمام امور سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ جماعتی جریدے کے ذریعے (شہباز) کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جامعہ کا قرض اور دیگر اشیاء جلد از جلد واپس کر دے ورنہ انتظامیہ ان کے خلاف قانونی کاروائی کرے گی۔ ان کو جامعات کے نام پر کسی قسم کا تعاون یا چندہ وغیرہ نہ دیں کیونکہ آئندہ ادارہ ان کے کسی قسم کے قول وفعل کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ (منجانب: احسان اکبر ظہیری 0300-4347867)

شانِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

قاری تاج محمد شاکر

دین نبی چمکایا یارِ صحابہؓ نے	بھٹکوؤں کو راہ پایا یارِ صحابہؓ نے
جو فرمان ہوا قرآن میں جاری	کر کے وہی دکھلایا یارِ صحابہؓ نے
کیا اسلام پر قربان مال و زر	توحید کا جام پلایا یارِ صحابہؓ نے
خدا شاہد صحابہؓ سارے عادل ہیں	ٹکٹ جنت کا پایا یارِ صحابہؓ نے
مخالف ان کا جو کوئی بھی ہو گمراہ ہے	دین نبی سمجھایا یارِ صحابہؓ نے
نبی نے جن کی تربیت کی ہر ہر جا	اسلام پہ خون بہایا یارِ صحابہؓ نے
بے دینی کی ظلمت میں علم توحید	گھر گھر میں لہرایا یارِ صحابہؓ نے
بدر و اُحد تبوک کے میدانوں میں	خوب لہو گرمایا یارِ صحابہؓ نے
غیر اللہ کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں	ہر طاغوت گرایا یارِ صحابہؓ نے
قسم اللہ کی جنتی ہیں اصحاب نبی	میرے نبی فرمایا یارِ صحابہؓ نے
تاج ان کو گالی نبی کو گالی ہے	اعلیٰ مرتبہ پایا یارِ صحابہؓ نے

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1914ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) شعبہ تجوید قراءت (3) درس نظامی (4) وفاق المدارس السلفیہ (5) دارالافتاء (6) تصنیف وتالیف (7) فن مناظرہ (8) دعوت والارشاد (9) کمپیوٹر لیب (10) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ور ہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0286-0107066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی 0300-9476230/042-37656730